اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ ○ اَمَّا بَعْدُ !
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

# ”دین کی ضروری باتیں“(part 04b)

**والدین** کو چاہیے کہ پہلے خود **”دین کی ضروری باتیں“part 01,02,03** پڑھ لیں اور اگر صلاحیت(ability) ہو تو اپنے بچوں کو پڑھائیں ورنہ کسی سُنی عالم / سُنی عالمہ کے ذریعے پڑھوائیں (بھلے انہیں fees دینی پڑے لیکن **عام قاری صاحبان کے ذریعے نہ پڑھوائیں** تا کہ اسلامی عقیدے(beleives) سیکھنے سکھانے میں غلطیاں نہ ہوں)۔

## 205 ”فرعون کے محل(palace) میں“

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے پیدا ہونے سے پہلے مصر کے مُلک میں فرعون کی حکومت تھی۔ فرعون نے ایک دن خواب دیکھا جس کے بارے میں اُسے بتایا گیا کہ: بنی اسرائیل کی قوم میں ایک بچہ پیدا ہو گا جو تمھاری بادشاہت(kingship) ختم کردے گا،لھذا اس نے حکم دیا کہ جو بچہ پیدا ہو،اُسے قتل کر دیا جائے۔جن دنوں فرعون کے حکم سے بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کیا جارہا تھا انہی دنوں میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پیدا ہوئے۔ اللہ کریم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی والدہ(یعنی امّی جان) کے دل میں یہ بات ڈال دی(ترجمہ Translation:) کہ اس بچے کو صندوق(box) میں رکھ کر دریا(river) میں ڈال دے۔

(پ ۲۰،سورۃ القصص،آیت ۷)(ترجمہ کنزُ العِرفان)

جب یہ صندوق(box) فرعون کے سامنے کھولا گیا تو اس میں حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام تھے،وہاں پر فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہَا بھی موجود تھیں(یہ بہت نیک عورت تھیں،اَنْبِیائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کی اولاد میں سے تھیں، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر ایمان لے آئیں تھیں)۔جب فرعون نے صندوق میں ایک بچہ دیکھا تو اس نے سوچا کہ کہیں یہ وہی بچہ نہ ہو جو میری بادشاہت(kingship) ختم کردے گا۔اب اس نے بچے کو قتل کرنے کا پکا ارادہ(firm intention) کر لیا لیکن حضرت آسیہ رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہَا نے فرعون کو اس کام سے منع کرتے ہوئے کہا:اس کو قتل نہ کر،یہ بچہ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے،ہم اس کو بیٹا بنالیتے ہیں، ممکن(possible)

ہے کہ اس سے ہمیں فائدہ ہو۔ یہ سُن کر فرعون نے بچے کو چھوڑ دیا۔

فرعون کے محل (palace) میں بچے کو دودھ پلانے کے لیے کئی عورتیں بلائی گئیں مگر حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام دودھ نہ پیتے تھے۔ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی بہن بھی وہاں موجود تھیں انہوں نے یہ دیکھ کر کہا: میں ایک ایسی عورت کو جانتی ہوں کہ یہ بچہ اس سے دودھ پی لے گا، فرعون بچے کے دودھ نہ پینے کی وجہ سے پہلے ہی پریشان تھا اس نے ان کی بات مان لی، حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی والدہ کو بلایا گیا تو حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام نے دودھ پی لیا، اب فرعون نے آپ عَلَیْہِ السَّلَام کی والدہ کو دودھ پلانے پر رکھ لیا اور یوں اللہ کریم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کو اُن کی امّی کے پاس دوبارہ (again) بھیج دیا۔

**قرآنِ پاک میں بیان کردہ واقعہ (incident) ہمیں یہ سکھاتا ہے کہ** اللہ کریم جس کی حفاظت (protects) فرمائے اسے کوئی بھی تکلیف نہیں دے سکتا۔ **یہ بھی پتا چلا کہ** اللہ کریم اپنے نیک لوگوں کے دلوں میں خاص باتیں ڈال دیتا ہے۔ اللہ کریم کے نیک بندوں کے دلوں میں جو بات ڈالی جاتی ہے، اِسے "الہام" کہتے ہیں، جیسے اللہ کریم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی والدہ کے دل میں بات ڈالی۔ اللہ کریم اپنے نبیوں (عَلَیْہِمُ السَّلَام) کو جو خاص پیغام بھیجتا ہے، اِسے "وَحی" کہتے ہیں۔ اور "وحیِ نبوت" صرف اَنْبِیَائے کرام (عَلَیْہِمُ السَّلَام) کو ہوتی ہے، اَوْلِیَائے کرام (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِمْ) کو بھی نہیں ہوتی۔ نبی کا خواب بھی "وحیِ نبوت" ہوتا ہے کہ ان حضرات کی آنکھیں سوتی ہیں، دل نہیں سوتا (مراۃ شرح مشکوۃ، جلد ۱۔ ص ۲۴۵ سوفٹ ائیر، مُلخصاً)۔ حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کو خواب میں ہی حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی قربانی کا حکم دیا گیا۔ (پ ۲۳، سورۃ الصّٰفّٰت، آیت ۱۰۲ ماخوذاً)

---

## 206 "ہر نبی عَلَیْہِ السَّلَام کی شان بہت بڑی ہے"

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے زمانے (time) میں ایک بہت عبادت کرنے والا عالم تھا، اس کا نام

بَلْعَمْ بِنْ بَاعُوْرَاء تھا۔ اس کو اللہ کریم نے ایسا مقام (rank) دیا تھا کہ یہ اپنی جگہ بیٹھ کر ساتوں آسمانوں سے اوپر عرشِ اعظم [1] کو دیکھ لیا کرتا تھا۔ اور اس کی دعائیں قبول (accept) ہوتی تھیں۔ اس کے شاگرد (students) بہت زیادہ تھے۔ بَلْعَمْ کی قوم، اس وقت کے نبی حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر ایمان نہیں لائی تھی اس لیے، اس قوم نے بَلْعَمْ سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اوران پر ایمان لانے والے مومنین کے خلاف (against) بد دعا کرنے کے لیے کہا: یہ سن کر بَلْعَمْ بِنْ بَاعُوْرَاء ڈر گیا اور کہنے لگا: خدا کی پناہ! حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اللہ کریم کے رسول ہیں۔ اور ان کے ساتھ ایمان والے اور فرشتے ہیں، میں ان کے لیے کیسے بد دعا کر سکتا ہوں؟ اگر میں ایسا کروں گا تو میری دنیا و آخرت دونوں خراب ہو جائیں گی۔ لیکن اس کی قوم نے بار بار اسے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے لیے بد دعا کرنے کا کہا اور اسے بہت زیادہ انعام (rewards) اور تحفوں (gifts) کا لالچ بھی دیا۔ یہاں تک کہ بَلْعَمْ لالچ میں آگیا اور وہ مال کی لالچ میں اپنی گدھی پر بیٹھ کر بد دعا کے لیے چل پڑا۔ راستے میں بار بار اس کی گدھی رُک جاتی اور پیچھے جانا چاہتی تھی مگر یہ اس کو مار مار کر آگے لے جا رہا تھا۔ یہاں تک کہ گدھی کو اللہ کریم نے بولنے کی طاقت دی اور اس نے کہا کہ افسوس (Alas!)! اے بَلْعَمْ تو کہاں جا رہا ہے؟ دیکھ! میرے آگے فرشتے ہیں جو میرا راستہ روک کر مجھے پیچھے کر رہے ہیں۔ اے بَلْعَمْ! تیرا برا ہو۔ کیا تو اللہ کریم کے نبی اور ایمان والوں پر بد دعا کریگا؟ گدھی کی بات سن کر بھی بَلْعَمْ بِنْ بَاعُوْرَاء واپس نہیں ہوا اور ایک اونچے پہاڑ پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور وہاں سے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی قوم کو دیکھنے لگا اور مال و دولت کے لالچ میں اس نے بد دعا شروع کر دی۔ لیکن اللہ کریم کی شان کہ وہ حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کے لئے بد دعا کرنے کی کوشش کرتا تھا مگر اس کی زبان سے اس کی قوم کے لئے ہی بد دعا نکلتی تھی (یعنی وہ کہنا چاہتا کہ

---

(7) "عرش" کی تفصیل (detail)، Topic number:225 میں پڑھیں۔

حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام کی قوم تباہ ہو جائے مگر جب وہ بولتا تو یہ کہتا کہ میری قوم تباہ ہو جائے)۔ یہ دیکھ کر کئی مرتبہ اس کی قوم نے بولا: کہ اے بَلْعَم! تم تو ہمارے لیے بد دعا کر رہے ہو۔ تو اس نے کہا کہ اے میری قوم! میں کیا کروں میں تو حضرت موسی عَلَیْہِ السَّلَام اوران کی قوم کے لیے بد دعا کرتا ہوں لیکن میری زبان سے تمہارے لیے بد دعا نکلتی ہے۔ پھر اچانک (suddenly) اس پر اللہ کریم کا عذاب آ گیا اور اس کی زبان لٹک (یعنی منہ سے باہر نکل) کر اس کے سینے پر آ گئی۔ اس وقت بَلْعَم بِنْ بَاعُوْرَاء نے اپنی قوم سے رو کر کہا کہ افسوس (Alas!) میری دنیا اور آخرت دونوں خراب ہو گئیں۔ میرا ایمان چلا گیا اور مجھ پر اللہ کریم کا عذاب آ گیا (punishment ہوئی)، اب میری کوئی دعا قبول (accept) نہیں ہو سکتی۔ (تفسیر الصاوی، ج ۲، ص ۷۲۷، پ ۹، الاعراف: ۱۷۵۔ مُلخصاً)

**اس واقعے (incident) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ** کوئی شخص کتنی ہی عبادت کرے، چاہے اس کی دعائیں بھی قبول (accept) ہوتی ہوں لیکن وہ اللہ کریم کے "نبی" کے برابر تو کیا ان کے قدموں کی مٹّی کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔ اَنْبِیَائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام تو، تمام مخلوق (creatures) یہاں تک کہ رسول فرشتوں سے بھی افضل (superior) ہیں۔ ولی کتنا ہی بڑے مرتبہ والا ہو، کسی نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔ **دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ** اَنْبِیَائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام کے گستاخ پر اللہ کریم کا عذاب آ جاتا ہے **یاد رہے!** نبی کی تعظیم (respect) فرض، لازم اور ضروری ہے۔ کسی نبی کی تھوڑی سی بھی توہین (insult) کرنا کفر ہے کہ تمام اَنْبِیَائے کرام عَلَیْہِمُ السَّلَام، اللہ پاک کے نزدیک، شان اور عزّت والے ہیں۔

---

## 207 "نبی اور رسول عَلَیْہِمُ السَّلَام"

{1} سارے نبیوں اور رسولوں عَلَیْہِمُ السَّلَام میں سب سے بڑا مرتبہ (rank) ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صَلَّی

اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا ہے، ان کے بعد حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام، پھر حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام، ان کے بعد حضرتِ عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرتِ نوح عَلَیْہِ السَّلَام کا مرتبہ (rank) ہے {2} نبیوں عَلَیْہِمُ السَّلَام کا اللہ کریم کی بارگاہ میں خاص مقام (special status) ہوتا ہے اور یہ اللہ کریم کے ہاں بہت عزّت اور بزرگی والے ہوتے ہیں {3} نبی اپنے "نبی" ہونے کا لوگوں کو بتاتے ہیں اور "مُعْجِزہ" دکھاتے ہیں یعنی ایسا کام کر کے دکھاتے ہیں جو عام طور پر کرنا ممکن (possible) نہیں ہوتا، مثلاً: چیونٹی کی آواز سن لینا، پہاڑ سے زندہ اونٹ نکالنا، لاٹھی (stick) سے پانی کے چشمے (water springs) نکال دینا یا لاٹھی (stick) سے دریا (river) میں راستے بنا دینا، چاند کے دو (2) ٹکڑے کرنا، اُنگلیوں (fingers) سے نہریں (canals) جاری کر دینا، جو فوت ہو گیا اُسے زندہ کر دینا، کسی کے مرنے کا مقام بتا دینا، جیسا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے بتایا بلکہ اِس طرح کے بہت زیادہ مُعجزے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ہوئے {4} تمام نبی اپنے مزارات میں اُسی طرح زندہ ہیں جس طرح دنیا میں زندہ تھے، کھاتے پیتے ہیں، جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں {5} نبیّوں میں سے جو نئی شریعت لائیں (یعنی دین کے نئے حکم لے کر آئیں مثلاً اب پانچ نمازیں فرض ہیں یا اب زکوۃ فرض ہے وغیرہ) انہیں رسول کہتے ہیں (**یاد رہے! اسلامی عقائد اور ایمان تمام نبیوں کے دین میں ایک ہی ہیں مثلاً اللہ ایک ہے، حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم آخری نبی ہیں وغیرہ**)۔ (المسامرۃ، ص۲۳۱) {6} اللہ کریم کے کچھ فرشتے بھی رسول ہیں۔ جیسے: حضرت جبرئیل عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت اسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت عزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام اور حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام {7} اسی طرح عرش (2) اٹھانے والے فرشتے (فتاویٰ رضویہ، ۵۳۳ج۲۹، ص۳۵۳، ماخوذاً) {8} اللہ کریم نے کچھ نبیوں پر آسمانی کتابیں اور کئی صحیفے (یعنی چھوٹی کتابیں) نازل فرمائیں جن میں سے چار (4) کتابیں بہت مشہور ہیں: (۱) تورات: جو حضرتِ موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام پر نازل ہوئی (۲) زَبُور: جو حضرتِ داوٗد عَلَیْہِ السَّلَام پر نازل ہوئی (۳) اِنجیل: جو حضرتِ

---

(8) "عرش" کی تفصیل (detail)، **Topic number:225** میں پڑھیں۔

عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام پر نازل ہوئی (۴) قرآنِ کریم: جو ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ پر نازل ہوا {9} اللہ کریم نے جتنی کتابیں اپنے نبیوں عَلَیْہِمُ السَّلَام پر نازل فرمائیں ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔(ماخوذ از بہار شریعت، ۱/ ۲۸ تا ۵۸، حصہ ا۔ ہمارا اسلام، ص ۴۸ تا ۵۴)

---

## 208 "مشکل وقت میں حاجیوں کی مدد"

پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے دنیا میں تشریف لانے سے پہلے کی بات ہے کہ اُس وقت لوگ بہت مشکل میں تھے، آج کل کی طرح بڑی بڑی فیکٹریاں (factories)، اونچی اونچی بلڈنگز (buildings)، بڑی بڑی گاڑیاں، ٹرینیں، ہوائی جہاز اور دیگر آسانیاں نہیں تھیں۔ جہاں یہ چیزیں ہوتی ہیں، وہاں ان کو بنانے والے، ان کو چلانے والے بھی ہزاروں مزدور (laborer) ہوتے ہیں اور اس طرح لوگوں کے کاروبار اور ملازمت (employment) کا سلسلہ بنتا ہے۔ اُس وقت لوگوں کا کاروبار صرف سونا چاندی ، کھیتی باڑی (cultivation) اور دودھ دینے والے جانوروں کے ذریعے ہوتا تھا مگر جن دنوں بارش (rain) نہیں ہوتی تھی، فصلیں (crops) تباہ ہو جاتی تھیں، جانوروں کو چارہ (fodder) نہیں ملتا تھا تو جانور دودھ نہیں دیتے تھے اور پانی اور خوراک (food) کی کمی کی وجہ سے جانور بھی مر جاتے تھے تو انسانوں کے لیے روٹی کھانا بھی مشکل ہو جاتا تھا۔

نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پر دادا یعنی آپ کے دادا حضرت عبد المطلب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے والد حضرت ہاشم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے وقت میں بھی ایسا ہوا کہ ایک سال بارشیں (rains) نہ ہوئیں ، جس کی وجہ سے کھیتی باڑی (cultivation) ختم ہو گئی، لوگ بڑی مشکل میں آ گئے، کھانے پینے کے لیے بھی بہت مشکل میں آ گئے تھے۔ ایسے مشکل وقت میں حج کا وقت بھی آ گیا (اور اللہ کریم پر ایمان رکھنے والے اُس وقت بھی تھے ) تو حضرت ہاشم رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ اللہ کریم کی عبادت کرنے والوں اور حج کے لیے مکّہ پاک آنے والوں کے لیے ملک

شام سے خشک روٹیاں خرید کرلائے،اُن کا چورا(sawdust)کرکے،اونٹ کے گوشت اور سالن کے ساتھ ملا کر لوگوں کو کھانا کھلایا۔اسی لیے آپ کا نام ”ہاشم“یعنی روٹیوں کا چوراکرنے(یعنی پیسنے)والا پڑ گیا۔(مدارج النبوۃ ج۲،ص۸) آپ کی اولاد کو"ہاشمی"کہتے ہیں۔

**اس واقعے(incident)سے پتا چلا کہ** اللہ کریم نے نبی کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو ایسی برادری (community) میں پیدا فرمایا کہ آپ کے دادا(grandfather)،پردادا(great-grandfather) سب نیک،غریبوں کی مدد کرنے والے،لوگوں کی پریشانیاں دور کرنے والے تھے۔اس واقعے(incident) سے ہمیں یہ درس(lesson) بھی ملتا ہے کہ اگر ہمارے گھر والوں،رشتہ داروں اور دوسرے مسلمانوں میں کوئی پریشانی ہوتو ان کی مدد کرنی چاہیے۔

**تَعَارُف(Introduction):**

حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پردادا،حضرت ہاشم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ بڑی شان والے اور بہت خوبصورت تھے۔ان کا اصلی نام ”عمرو“ تھا۔بہت بہادر،سخی اور مہمان نواز(hospitable)تھے۔عبدِ مناف کے بعد خانہ کعبہ کی دیکھ بھال اور خدمت کی ذمہ داری(responsibility)آپ کے پاس آئی۔(سیرت مصطفی،ص۵۲،۵۳مفصلا)

---

## 209 ”ہاتھی والوں کے ساتھ کیا ہوا؟“

تقریباً1500 سال(fifteen hundred years)پہلے **مُلکِ یَمَن** اور **حَبَشہ** پر ”اَبْرَہَہ“ نامی آدمی کی بادشاہَت(kingship) تھی،وہ دیکھا کرتا تھا کہ لوگ حج کے لئے مکّے شریف جاتے اور خانہ کعبہ کا طواف کرتے(یعنی ثواب کی نیّت سے اس کے چکر لگاتے)ہیں،اُس نے سوچا کہ کیوں نہ میں **یَمَن** کے شہر **صَنْعاء** میں عبادت کے لیے ایک جگہ بناؤں،تاکہ لوگ خانہ کعبہ کی جگہ یہاں آئیں،تو اُس نے عِبادت کے لیے ایک جگہ بنادی۔عَرَب کے لوگوں کو یہ بات بَہُت بُری لگی اور ایک شخص نے وہاں جاکر اُس جگہ کو گندہ کردیا۔اَبْرَہَہ کو جب پتا چلا تو اُس نے غُصّے میں آکر(مَعَاذَاللہ!یعنی اللہ کریم کی پناہ)خانہ کعبہ کو گرانے(توڑنے)کی قسم کھالی

۔اب اپنا لشکر (trops یعنی بہت سارے لوگوں کو) لے کر مکّے شریف کی طرف چلا، لشکر میں بَہُت سارے ہاتھی (elephants) تھے اور اُن کا سردار ایک **"مَحْمُود"** نام کا ہاتھی تھا جس کا جسم بڑا مضبوط (strong) تھا۔ اِنہی ہاتھیوں کی وجہ سے اُس لشکر کو **قرآنِ پاک** میں **اَصْحٰبُ الْفِیْل** یعنی **"ہاتھی والے"** فرمایا گیا ہے۔

اَبْرَہَہ مکّہ شریف کے قریب پہنچتے ہی ایک جگہ رُک گیا اور مکّہ والوں کے جانوروں کو پکڑ لیا، جن میں مَدَنی آقا، محمد مصطفٰے صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے داداجان حضرت عبدُ الْمُطَّلِب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے دو سو (200) اونٹ بھی تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے مکّے والوں کو پہاڑوں میں چھپنے کا حکم دیا اور اللہ کریم سے خانۂ کعبہ کی حفاظت (security) کی دُعا کرنے کے بعد خود بھی ایک پہاڑ پر چلے گئے۔ صُبْح ہوئی تو اَبْرَہَہ حملہ کرنے کے لیے سب کو لے کر آیا، جب **مَحْمُود** نامی ہاتھی کو اٹھایا گیا تو لشکر والے جس طرف لے جاتے، اُس طرف چلتا مگر خانۂ کعبہ کی طرف منہ کرتے تو وہ بیٹھ جاتا۔ تھوڑی دیر تک یہی ہوتا رہا کہ ایک دم بہت سارے **"اَبَابِیل"** (کالے رنگ کے پرندے (black birds) جن کا سینہ (chest) سفید (wight) ہوتا ہے) آگئے، ہر اَبابیل کے پاس تین (3) چھوٹے پتّھر (small stones) تھے، دو (2) پنجوں (یعنی ہاتھوں) میں اور ایک منہ میں اور ہر پتھر پر مرنے والے کا نام بھی لکھا ہُوا تھا، ابابیل نے پتھر پھینکنا شروع کر دیئے، پتھر جس ہاتھی والے پر گرتا اُس کی لوہے کی ٹوپی کو توڑ کر سَر میں جاتا اور جسم سے ہوتا ہوا ہاتھی تک پہنچتا اور ہاتھی کے جسم میں سوراخ کرتا ہوا زمین پر گر جاتا، یوں وہ سب لوگ مر گئے۔ جس سال یہ عذاب آیا (punishment ہوئی) اُسی سال رَحمت والے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دنیا میں تشریف لائے یعنی آپ کی پیدائش (birth) ہو گئی۔ (ماخوذ از صراط الجنان، ج۱۰، ص۸۲۷، عجائب القرآن مع غرائب القرآن، ص۲۲۴)

**اس واقعے (incident) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ** اللہ کریم کی نافرمانی (disobedience) میں دنیا و آخرت کی خرابی ہے۔ خانۂ کعبہ کی تعظیم (respect) کرنا لازم ہے کہ اس کی بے ادبی کرنے والوں کا انجام (result) بہت برا ہوتا ہے جیسا کہ ہاتھی والے لشکر کا ہوا۔ ہمیں ہر مسجد کا ادب کرنا چاہیے۔

## تَعَارُف(Introduction):

حضرت عبد المطلب رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دادا تھے ان کا اصلی نام "شیبہ" ہے۔ اللہ کریم پر ایمان(believe) رکھتے تھے۔ یہ بڑے ہی نیک تھے۔ آپ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ "غارِ حرا" میں کھانا پانی ساتھ لے کر جاتے اور کئی کئی دنوں تک اللہ کریم کی عبادت کرتے۔ رمضان شریف کے مہینے میں اکثر غارِ حرا میں رہتے تھے۔ رَسُولُ اللہ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی برکت(blessing) سے آپ کے بدن سے خوشبو آتی تھی۔ عرب کے لوگ خصوصاً(specially) قریش، آپ سے بہت محبّت کرتے تھے۔ مکّے والوں پر جب کوئی مصیبت آتی یا بارش(rain) رُک جاتی تو لوگ حضرت عبدُالمطلب کو ساتھ لے کر پہاڑ پر چڑھ جاتے اور اللہ کریم کی بارگاہ میں ان کو وسیلہ بنا کر(یعنی ان کے صدقے سے) دعا مانگتے تھے تو دعا قبول(accept) ہو جاتی تھی۔ اُس وقت لوگ لڑکیوں کو زندہ ہی دفن(buried) کر دیتے تھے یہ لوگوں کو بڑی سختی کے ساتھ، اس کام سے روکتے تھے اور چور کا ہاتھ کاٹ ڈالتے تھے۔ اپنے دستر خوان(tablecloth) سے پرندوں کو بھی کھلایا کرتے تھے اس لئے ان کا لقب "مُطْعِمُ الطَّیْر"(یعنی پرندوں کو کھلانے والا) ہے۔ شراب اور دیگر بُرائیوں کے قریب بھی نہ جاتے تھے۔ مسجدُ الحرام(جس میں کعبہ شریف ہے) کے انتظام(management) وغیرہ دیکھتے اور لوگوں کو آبِ زم زم پلاتے تھے۔ ایک سو بیس(120) سال کی عمر میں آپ کی وفات ہوئی۔ (زرقانی علی المواہب ج۱، ص۲۷ ماخوذاً)

---

## 210 "آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سب دادا صاحبان رَحمۃُ اللہِ عَلَیْھِم اور مبارک نانیاں رَحمۃُ اللہِ عَلَیْھِنّ"

{1} اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ(Translation): اور (اللہ کریم) نمازیوں میں تمہارے دورہ فرمانے کو (دیکھتا ہے)۔ (ترجمۂ صراط الجنان)(پ۱۹، الشعراء:۲۱۹) عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: اس آیت کا مطلب یہ ہیں کہ حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا نور، سجدہ کرنے والوں سے، سجدہ کرنے والوں کی طرف آتا رہا تو اس آیت سے پتا چلا کہ پیارے آقا صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے سب والدین(یعنی والدین رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُما، دادا صاحبان رَحمۃُ اللہِ عَلَیْھِم اور مبارک نانیاں رَحمۃُ اللہِ عَلَیْھِنّ سب) مسلمان تھے۔ (مفاتیح الغیب تحت آیۃ ۲۶/۲۱۹۔۔۲۴/۱۴۹ ملخصاً)

{2} آخری نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے بارے میں کچھ اس طرح فرمایا کہ: میں ہمیشہ پاک مردوں اور پاک ماؤں میں رہا ہوں۔(شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ ابی نعیم عن ابن عباس، ج۱، ص۱۷۴، دارالمعرفۃ، بیروت، مُلخصاً) اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: اس سے پتا چلا کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سب پاکیزہ والد اور ساری ستھری والدہ سب کے سب ایمان والے اور اللہ کریم کو ایک ماننے والے تھے۔(فتاوی رضویہ جلد ۳۰، ص ۲۷۰ ماخوذاً)

{3} اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح بھی فرماتے ہیں: جب حدیثوں سے پتا چل گیا کہ ہر زمانے(time) میں پوری زمین پر کم از کم سات (7) مسلمان ایسے ضرور ہونگے جو اللہ کریم کی بارگاہ میں بزرگ (یعنی بڑے مرتبے والے) ہونگے (شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ بحوالہ عبد الرزاق وابن المنذر المقصد الاول، ج۱، ص۱۷۴، دارالمعرفۃ بیروت)، **اور خود حدیث شریف کی سب سے اہم(important) کتاب، صحیح بخاری شریف کی حدیث سے پتا چلا کہ** حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جن سے پیدا ہوئے وہ لوگ ہر زمانے(time) میں بہترین لوگ گزرے (صحیح البخاری کتاب المناقب، ج۱، ص۵۰۳) اور قرآن کی آیت یہ بتاتی ہے کہ کوئی کافر چاہے کیسی ہی بڑی قوم کا ہو، کسی مسلمان غلام سے بھی بہتر نہیں ہو سکتا (قرآن الکریم، پ۲، آیت ۲۲۱، مُلخصاً) (**یاد رہے! پہلے** ایک انسان دوسرے کا مالک بن جاتا تھا، مالک کو جو ملا وہ غلام ہوا، آج کل غلام نہیں ہوتے) تو یہ بات لازم ہے کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے والدین، (حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام سے لے کر، آپ کی پیدائش(birth) تک کے سب) دادا صاحبان اور مبارک نانیاں ہر زمانے(time) میں، اللہ کریم کی بارگاہ میں بزرگ اور مقبول (یعنی مسلمان) تھے۔ اگر کوئی کہے کہ یہ مومن نہ تھے تو اس کی یہ بات قرآن و حدیث کے خلاف(against) ہے۔(فتاوی رضویہ جلد ۳۰، ص ۲۶۹، ماخوذاً)

**{4} حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کا خاندان، والد صاحب رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی طرف سے اس طرح ہے:**

(۱) **ہمارے آقا، حضرت مُحَمَّد** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ (۲) حضرت عَبْدُ اللہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے شہزادے (۳) وہ حضرت عَبْدُ الْمُطَّلِب کے (۴) وہ حضرت ہَاشِم کے (۵) وہ حضرت عَبْدُ مَنَاف کے (۶) وہ حضرت قُصَیّ کے (۷) وہ حضرت کِلَاب کے (۸) وہ حضرت مُرَّۃَ کے (۹) وہ حضرت کَعْب کے (۱۰) وہ حضرت

لؤَيّ کے (۱۱) وہ حضرت غالِب کے (۱۲) وہ حضرت فِہْر کے (۱۳) وہ حضرت مالِک کے (۱۴) وہ حضرت نَضْر کے (۱۵) وہ حضرت کِنانَۃ کے (۱۶) وہ حضرت خُزَیْمَۃ کے (۱۷) وہ حضرت مُدْرِکَۃ کے (۱۸) وہ حضرت إِلْیاس کے (۱۹) وہ حضرت مُضَر کے (۲۰) وہ حضرت نِزار کے (۲۱) وہ حضرت مَعَدّ کے (۲۲) وہ حضرت عَدْنان کے بیٹے ہیں (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم)۔ (بخاری ج ۵، ص ۴۴ ملخصاً)

{5} حضرت عدنان، حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام کی اولاد میں سے ہیں، اور حضرت اسمٰعیل عَلَیْہِ السَّلَام، حضرت ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَام کے بیٹے ہیں۔

**{6} والدہ صاحبہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کی طرف سے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا خاندان یہ ہے:**

(۱) ہمارے آقا، **حضرت محمد** صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم (۲) حضرت آمنہ رَضِیَ اللہُ عَنْہَا کے شہزادے (۳) وہ حضرت وَہَب کی بیٹی (۴) وہ حضرت عَبْدُ مَناف کے (۵) وہ حضرت زہرہ کے (۶) وہ حضرت کِلاب کے (۷) وہ حضرت مُرَّۃ کے بیٹے ہیں (رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہِم)۔ (السیرۃ النبویۃ لابن ہشام، اولاد عبد المطلب، ص ۴۸ ملخصاً) (سیرت مصطفی ص ۴۹ تا ۵۴ ملخصاً)

---

## 211 "جنگِ بدر"

جب مسلمان مکّے شریف میں تھے تو غیر مسلم، مسلمانوں کو مختلف (different) طریقوں سے تکلیفیں دیتے تھے۔ اللہ کریم کے حکم سے مسلمان اپنے گھر وغیرہ چھوڑ کر مدینہ پاک چلے گئے مگر غیر مسلموں کی طرف سے مسلمانوں کو تکلیفیں دینے کا سلسلہ ختم نہ ہوا۔ پہلے مسلمانوں کو اللہ کریم کی طرف سے جنگ کی اجازت نہیں تھی بلکہ صبر کرنے کا حکم تھا مگر غیر مسلموں کی طرف سے ہونے والی تکلیفوں کی وجہ سے اللہ کریم نے مسلمانوں کو جنگ کرنے کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد مسلمانوں اور کافروں کے درمیان پہلی جنگ "غزوہ بدر" ہوئی ("غزوہ" اُس جنگ کو کہتے ہیں کہ جس میں پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بھی تھے)۔ دو (2) سنِ ہجری، سترہ (17) رمضان المبارک جمعہ کے دن، غزوۂ بدر، "بدر" کے مقام پر ہوئی ("بدر" مدینہ منورہ سے تقریباً اسّی (80)

میل کے فاصلے(distance) پر ایک گاؤں کا نام ہے)۔ اس جنگ میں مسلمانوں کی تعداد(numbers) صرف تین سو تیرہ (313) تھی اور مسلمانوں کے پاس صرف دو(2) گھوڑے، ستّر(70) اونٹ، چھ(6) زرہیں(یعنی لوہے کے لباس) اور آٹھ(8) تلواریں (swords) تھیں جبکہ غیر مسلم ایک ہزار (1000) تھے، اُن کے پاس سو (100) گھوڑے، سات سو(700) اونٹ اور لڑائی کے بہت سارے ہتھیار (weapons) تھے۔(زرقانی علی المواھب، ج۲، ص۲۶۰، معجم کبیر، ج۱۱، ص۱۳۳، حدیث :۱۱۳۷۷، مدارج النبوۃ، ج۲، ص۸۱) غزوہ بدر کی رات اللہ کریم نے مسلمانوں پر خاص رحمت نازل فرمائی (یعنی اُتاری) جس سے اسلامی فوج آرام کی نیند سوگئی اور ان کی تمام تھکاوٹ(tiredness) ختم ہوگئی مگر ہمارے پیارے نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے تمام رات اللہ کریم کی عبادت اور دعامیں گزاری اور صبح مسلمانوں کو نمازِ فجر کے لئے جگایا۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے نماز کے بعد ایک خطبہ فرمایا(یعنی بیان فرمایا) جس سے مسلمانوں میں اللہ کریم کی راہ میں شہادت(یعنی لڑتے ہوئے فوت ہو جانے) کا جذبہ(spirit of martyrdom) اورزیادہ ہو گیا(دلائل النبوۃ للبیہقی، ج۳، ص۴۹، سیرت حلبیہ، ج۲، ص۲۱۲، سیرت مصطفٰی، ص۲۱۸ملخصا)۔ جب بدر کی جنگ میں مسلمان، غیر مسلموں کے سامنے کھڑے ہوگے تو ہمارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اللہ کریم سے دعاکی: اے اللہ! تونے مجھ سے جو وعدہ فرمایا تھا اسے پورا کردے۔ اے اللہ! اگر یہ مسلمان بھی شہید(یعنی تیری راہ میں جنگ کرتے ہوئے قتل۔murder) ہوگئے توزمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ ہو گا۔ اس وقت اللہ کریم نے نبیِ پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو مسلمانوں کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے نازل کرنے کی خوشخبری(good news) دی، پھر جب جنگ شروع ہوئی تو اللہ کریم نے پہلے ایک ہزار(1000) فرشتے بھیجے پھر تین ہزار(3000) فرشتے ہوگئے اوراس کے بعد فرشتے پانچ ہزار(5000) ہوگئے(مواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، ج۲، ص۲۸۶)۔ غزوۂ بدر میں مسلمان بہادری سے لڑتے رہے اور اللہ کریم نے فرشتوں کو بھیج کر، مسلمانوں کی مدد بھی فرمائی اور مسلمانوں کو بہترین کامیابی(great success) ملی۔ ستّر(70) غیر مسلم مر گئے(died) اور ستّر(70) گرفتار(arrest) بھی ہوئے۔ جبکہ چودہ

(14)مسلمان شہید(یعنی اللہ کریم کی راہ میں جنگ کرتے ہوئے قتل۔murder) ہوئے۔ (مسلم،ص۷۵۰، حدیث:۴۵۸۸ملخصاً،عمدۃ القاری،ج۱۰،ص۱۲۲)

جنگ شروع ہونے سے پہلے ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے کچھ صحابہ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ کے سامنے اپنی چھڑی(stick)سے زمین پر نشان لگائے تھے کہ یہ فلاں کافر کے قتل ہونے کی جگہ ہے اور کل یہاں فلاں کافر کی لاش پڑی ہوئی ملے گی جب جنگ ختم ہونے پر دیکھا گیا تو جس جگہ کے لیے نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا تھا کہ یہاں فُلاں کافر مرا ہو گا تو اُس کافر کی لاش ٹھیک اسی جگہ پڑی تھی۔

(مسلم،ص۹۸۱،حدیث:۱۷۷۸،شرح الزرقانی علی المواھب،ج۲،ص۲۶۹)

اس واقعے(incident) سے ہمیں یہ درس ملا کہ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے پاس سامان کم تھا اور(لوگ یعنی)تعداد بھی کم تھی مگر ان کے دل میں اللہ کریم اور اس کے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی محبّت تھی۔ اللہ کریم نے کرم فرمایا اور اس تکلیف(trouble) میں فرشتوں کے ذریعے،اُن کی مدد فرمائی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کریم نے اپنے حبیب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو غیب کا علم بھی عطا فرمایا تھا کہ ایک دن پہلے ہی کافروں کے مرنے کی جگہ بتادی۔

---

## 212 ”اللہ کریم ان سے راضی“

پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم عمرے کی نیّت سے مدینہ پاک سے مکّے شریف کی طرف آئے۔ جب مکّے پاک سے پہلے (ایک جگہ) حدیبیہ پہنچے تو پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ عَنْہُ کو مکّے شریف بھیجا تاکہ وہاں جاکر بتادیں کہ حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم عمرہ کے لیے تشریف لارہے ہیں یعنی آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّم جنگ کرنے کے لیے نہیں آئے ہیں۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ قریش کے سرداروں(chiefs) کے پاس تشریف لے گئے اور انہیں بتادیا۔ وہ سب یہ کہہ رہے تھے کہ نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اس سال عمرہ نہ

کریں بلکہ اگلے سال (next year) آئیں، لیکن حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ عَنْہُ سے کہا کہ اگر آپ کعبہ شریف کا طواف کرنا (یعنی خانہ کعبہ کے سات (7) چکر لگانے کی عبادت کرنا) چاہیں تو کرلیں۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ تَعَالٰی عَنْہُ نے فرمایا: ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بغیر طواف کروں۔

دوسری طرف حدیبیہ میں موجود مسلمانوں نے کہا: حضرت عثمان رَضِیَ اللہ عَنْہُ بڑے خوش نصیب (lucky) ہیں جو کعبہ شریف تک پہنچ گئے اور طواف بھی کرلیا۔ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: میں جانتا ہوں کہ وہ ہمارے بغیر طواف نہ کریں گے۔ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ عَنْہُ کی مکّے شریف کے مسلمانوں سے ملاقات ہوئی، تو غیر مسلموں نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ عَنْہُ کو روک لیا، اب حدیبیہ میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہ عَنْہُ شہید (یعنی قتل ۔murder) کردیئے گئے ہیں ۔اس پر مسلمانوں کو بہت جوش (excitement) اور غصّہ آیا۔ رسولِ کریم صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ عَنْہُمْ سے اس بات پر بیعت لی (یعنی وعدہ لیا) کہ وہ غیر مسلمین سے جنگ میں پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ یہ بیعت ایک درخت کے نیچے ہوئی۔ حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنی اُلٹی طرف کے ہاتھ کو، سیدھے ہاتھ میں لیا اور فرمایا کہ یہ عثمان (رَضِیَ اللہ عَنْہُ) کی بیعت ہے اور دعا فرمائی: یاربّ!، عثمان رَضِیَ اللہ عَنْہُ تیرے اور تیرے رسول صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے کام میں ہیں۔ حُدَیْبِیَہ کے مقام (یعنی اس جگہ) پر جن صحابۂ کرام رَضِیَ اللہ عَنْہُمْ نے بیعت کی انہیں اللہ کریم نے اپنی رضا کی خوشخبری (good news) سنائی، اس لئے اس بیعت کو "بیعتِ رضوان "(یعنی ایسا وعدہ کہ جس سے اللہ کریم راضی ہوا) کہتے ہیں۔ (صراط الجنان، ج۹، ص۳٦۷، ملخصاً)

اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): بیشک اللہ ایمان والوں سے راضی ہوا، جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت کررہے تھے تو اللہ (کریم) کو وہ معلوم تھا جو ان کے دلوں میں تھا تو اس نے ان پر اطمینان (satisfaction) اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح (یعنی جیت) کا انعام دیا۔ (پ۲٦، سورۃ الفتح، آیت ۱۸) (ترجمہ کنز العرفان)

اس واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ کو اپنے آقا و سردار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ سے کتنی محبّت تھی کہ ایک طرف حضرت عثمان رَضِیَ اللہ عَنْہُ نے آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بغیر طواف نہ کیا اور دوسری طرف دیگر صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ نے اپنی جان پیش کرنے کے لیے بھی وعدے کر لیے۔ دوسری بات یہ بھی پتا چلی کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کو اللہ کریم کے دیے ہوئے علم سے معلوم تھا کہ حضرت عثمان رَضِیَ اللہُ عَنْہُ شہید نہیں ہوئے جبھی تو ان کی طرف سے بھی آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بیعت کی۔ غیر مسلمین کو جب اس بیعت کا پتا چلا تو وہ ڈر گئے اور انہوں نے حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کو واپس بھیج دیا۔

(خازن، الفتح، تحت الآیۃ:۱۸، ۴/۱۵۱-۱۵۰، خزائن العرفان، الفتح، تحت الآیۃ:۱۸، ص۹۴۳ ملخصاً)

---

## 213 "اَصحاب بدر اور اَصحابِ رضوان"

{1} اصحابِ بدر رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ وہ صحابۂ کرام تھے کہ جو دو(2) ہجری (یعنی پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مکّے پاک سے مدینے پاک آنے (ہجرت فرمانے) کے دوسرے سال-second year) میں بدر کے مقام پر غیر مسلمین کے خلاف (against) اسلام کی سب سے پہلی جنگ میں شامل ہوئے (یعنی) تھے، ان کی تعداد 313 تھی۔

{2} اصحابِ بیعت رضوان رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ سے مراد وہ صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ ہیں جنہوں نے چھ(6) ہجری میں حُدیبیہ کے مقام پر آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ہاتھ پر غیر مسلمین کے خلاف (against) جنگ میں کھڑے رہنے پر بیعت کی (یعنی وعدہ کیا) اور اللہ پاک نے اس پر انہیں اپنی رضا کی خوشخبری (good news) دی، ان کی تعداد چودہ سو (1400) تھی۔ (بنیادی عقائد اور معمولاتِ اہلسنّت ص۷۷ تا ۷۶ ملخصاً)

{3} **خلفائے اربعہ راشدین** (پہلے چار (4) سچے خلیفہ یعنی پہلے (1st) خلیفہ حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہ عَنْہُ، دوسرے (2nd) خلیفہ حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ عَنْہُ، تیسرے (3rd) خلیفہ حضرت عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ اور چوتھے (4th) خلیفہ حضرت علی المرتضی رَضِیَ اللہُ عَنْہُ) **کے بعد بقیہ عشرہ مبشّرہ** (یعنی وہ دس(10) صحابۂ کرام رَضِیَ اللہُ عَنْھُمْ کہ جنہیں ایک ساتھ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے جنّتی ہونے کی خوشخبری (good news) دی تھی،

**نوٹ:** پہلے چار(4) خلیفہ بھی ان دس(10)میں شامل ہیں)، **حضرات حسنین** (یعنی امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہ اور امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہ)، **اصحابِ بدر اور اصحابِ بیعۃ الرضوان** رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ کے لیے فضیلت (یعنی بڑا درجہ) ہے اور یہ سب قطعی (یعنی یہاں جن جن کا ذکر ہے، وہ سب کے سب یقینی طور پر۔definitely) جنّتی ہیں۔(بہار شریعت ج۱،ص۲۴۹،مُلخصاً)

**{4}** اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): **بیشک اللہ ایمان والوں سے راضی (یعنی خوش) ہوا جب وہ درخت کے نیچے تمہاری بیعت (وعدہ) کررہے تھے تو اللہ کو وہ معلوم تھا جو ان کے دلوں میں تھا تو اس نے ان پر اطمینان (satisfaction) اتارا اور انہیں جلد آنے والی فتح (یعنی کامیابی) کا انعام دیا۔** (پ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۱۸) (ترجمہ کنزالعرفان)

**{5}** حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں، رسولِ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: **جن لوگوں نے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اُن میں سے کوئی بھی دوزخ میں نہ جائے گا۔** (ترمذی، کتاب المناقب، ج۵، ص۴۶۲، الحدیث:۳۸۸۶)

**{6}** حدیث میں ہے: **جو چاہو عمل کرو بے شک میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔** (کنزالعمال، ج۱۴، ص۶۹، حدیث ۳۷۹۵۷، بیروت) یہ **اصحاب بدر** رَضِیَ اللہُ عَنْہُمْ کے لیے فرمایا۔(فتاوی رضویہ ج۳۰، ص۷۷ مُلخصاً)

**{7}** جنگ بدر اسلام کی حفاظت کے لیے ہونے والی سب سے اہم جنگ تھی۔**ایک طرف** کیفیت (condition) یہ تھی کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہاتھ پھیلا کر روتے ہوئے دعا کررہے تھے، عرض کررہے تھے کہ: **یا اللہ! تو نے مجھ سے جو وعدہ فرمایا ہے آج اسے پورا فرمادے۔** آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بہت توجّہ (attention) کے ساتھ دعا مانگ رہے تھے یہاں تک کہ آپ کی چادر مُبارک، کندھوں (shoulders) سے نیچے تشریف لے آئی۔ کبھی آپ سجدہ میں سر رکھ کر دعا کررہے تھے کہ: **یا اللہ! اگر تیرے یہ چند بندے بھی شہید (یعنی تیری راہ میں جنگ کرتے ہوئے قتل۔murder) ہوگئے تو پھر قیامت تک زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔** حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللہُ عَنْہ رونے لگے اور انہوں نے چادر مبارک کو اٹھا کر آپ کے مُبارک کندھے پر رکھ دیا اور آپ کا ہاتھ مُبارک پکڑ کر بڑے ادب (respect) کے ساتھ عرض کیا کہ: حضور!

اب بس کیجیے اللہ کریم اپنا وعدہ ضرور پورا فرمائے گا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے دعا ختم کر دی اور آپ کی زبان مبارک پر یہ آیت تھی، ترجمہ (Translation): عنقریب (soon) سب بھگا دیئے جائیں گے اور وہ پیٹھ پھیر دیں گے۔(ترجمہ کنزالعرفان)(پ۲۷، القمر، آیت:۴۵) آپ اس آیت کو بار بار پڑھتے رہے کہ اس میں کامیابی کی خوشخبری (good news) کی طرف اشارہ تھا۔(سیرت ابن ہشام ج۲ ص۶۲۷ ملخصاً)

**{8} جنگ بدر میں دوسری طرف یہ کیفیت (condition) تھی جیسا کہ حدیث کی مشہور کتاب "صحیح مسلم شریف"** (جسے "بخاری شریف" کے بعد، مسلمانوں میں بہت اہمیّت (importance) حاصل ہے) میں ہے، حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللہ عَنْہُ فرماتے ہیں: اللہ کریم کے رسول صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ہمیں بتا رہے تھے کہ یہاں فلاں کافر قتل ہو گا اور یہاں فلاں، جہاں جہاں حضور صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے بتایا تھا وہیں وہیں ان کی لاشیں گریں۔ پھر آپ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے حکم سے ان کی لاشیں ایک کنویں (well) میں ڈال دی گئیں۔ پیارے آقا صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وہاں تشریف لے گئے اور ان غیر مسلموں کو ان کے ناموں کے ساتھ آواز دی اور فرمایا: جو سچا وعدہ اللہ اور رسول نے تمہیں دیا تھا وہ تم نے بھی پالیا؟ کیونکہ جو سچا وعدہ اللہ کریم نے مجھ سے کیا تھا، وہ میں نے تو پالیا(یعنی ہم جنگ میں کامیاب (succeeded) ہو گئے)۔ حضرت عمر رَضِیَ اللہ عَنْہُ نے عرض کی: یَا رَسُوْلَ اللہ! صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، آپ ان جسموں سے بات فرما رہے ہیں جن میں روحیں نہیں۔ فرمایا: جو میں کہہ رہا ہوں اسے تم ان سے کچھ زیادہ نہیں سنتے (یعنی وہ بھی تمہاری طرح سُنتے ہیں) لیکن انہیں یہ طاقت نہیں کہ مجھے جواب دیں۔(مسلم، کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمہا واھلھا، ص۱۵۳۶، الحدیث:۷۶(۲۸۷۳) ملخصاً)

**{9}** جنگ بدر میں اللہ کریم نے مسلمانوں کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتوں کا لشکر (unit) اتار دیا تھا۔ پہلے ایک ہزار (1000) فرشتے آئے پھر تین ہزار (3000) ہو گئے اس کے بعد پانچ ہزار (5000) ہو گئے (المواھب اللدنیۃ مع شرح الزرقانی، ج۲، ص۲۸۶)۔ اللہ کریم فرماتا ہے: اور بیشک اللہ نے بدر میں تمہاری مدد کی جب تم بالکل بے سر و سامان تھے(یعنی تمہارے پاس سامان نہ تھا) تو اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم شکر گزار

(grateful)بن جاؤ۔(پ۴،اٰل عمرٰن:۱۲۳)(ترجمہ کنزالعرفان)

---

## 214 ”سیبوں کی ٹوکریاں“

ایک مرتبہ مسلمانوں کے خلیفہ(caliph) حضرت عمر بن عبدالعزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کو سیب کھانے کی خواہش(desire)ہوئی مگر پیسے وغیرہ نہ تھے جس سے وہ سیب خرید سکیں۔ پھر آپ ایک گاؤں(village) کی طرف کسی کام سے چلے گئے۔ گاؤں کے راستے میں کچھ لڑکے ملے جنھوں نے (تحفہ دینے کیلئے) ٹوکریاں اُٹھائی ہوئی تھیں اور اُن میں سَیب تھے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے ایک ٹوکری سے سیب اٹھا کر سُونگھا اور پھر واپَس کر دیا۔ کسی نے ان سے پوچھا کہ یہ آپ نے تحفے(gift) کے سیب کیوں نہیں لیے، تو فرمایا: مجھے اِس کی ضرورت نہیں ہے۔ عرض کی گئی: کیا رَسُوْلُ اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، ابو بکر صِدّیق اکبر رَضِیَ اللہ عَنْہُ اور عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللہ عَنْہُ تُحفہ(gift) نہیں لیا کرتے تھے؟(یعنی وہ حضرات تو تحفہ لے لیتے تھے) تو فرمایا: اُن کے لئے ایسی چیزیں تحفہ ہی تھیں مگر ان کے بعد والوں کے لئے رِشوت ہے(کہ اب لوگ اپنے کام نکلوانے کے لیے حکمرانوں(rulers)، خلیفہ(caliphs) اور بڑوں کو مال یا رقم وغیرہ دیتے ہیں)۔(عمدۃُ القاری ج۹ ص۴۱۸ مُلخصاً)

**اس واقعے(incident) سے معلوم ہوا کہ** ہر کسی کا تحفہ(gift) نہیں لینا چاہیے کہ کچھ تحفے رشوت (bribery) بھی ہوتے ہیں۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے تُحفے کے سیب نہ لیے کیوں کہ آپ جانتے تھے کہ یہ تُحفہ مجھے خلیفہ ہونے کی وجہ سے دیا جارہا ہے اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو کوئی مجھے تحفہ کیوں دیتا؟ اور یہ بات تو ہر عقلمند آدمی(wise man) سمجھ سکتا ہے کہ حکومتی افسران(government officers) بلکہ پولیس والوں کو لوگ کیوں تُحفہ دیتے ہیں؟ **یاد رہے!** اس طرح تحفہ دینا رِشوت کے حکم میں ہے اور اس طرح رِشوت لینا دینا جہنّم میں لے جانے والا کام ہے۔(آدابِ طعام ص ۵۴۱ تا ۵۴۴ مُلخصاً)

---

## 215 "زمین سے پانی نکل آیا"

مسلمانوں کے خلیفہ حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن جعفر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا سے کہا کہ میرے والد صاحب پر آپ کا کچھ قرض(loan)باقی ہے۔ آپ نے فرمایامیں نے معاف کر دیا۔ میں نے ان سے کہا کہ میں اس قرض کو معاف کروانا نہیں چاہتا لیکن میرے پاس ابھی آپ کو دینے کے لیے پیسے نہیں ہیں، **ہاں!** میرے پاس زمینیں(lands)ہیں۔ آپ میری وہ زمین اپنے قرض میں لے لیں مگر اس زمین میں کنواں(well)نہیں ہے اور پانی حاصل کرنے کے لیے کوئی دوسری چیز بھی نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے میں نے آپ کی وہ زمین لے لی۔ پھر آپ اس زمین میں تشریف لے گئے اور وہاں پہنچ کر اپنے غلام کو جائے نماز (وہ کپڑا جو نماز پڑھنے کے لیے بچھایا جاتا ہے) بچھانے کا حکم دیا(پہلے ایک انسان دوسرے کا مالک بن جاتا تھا، مالک کو جو ملا وہ غلام ہوا، آج کل غلام نہیں ہوتے) اور آپ نے اس جگہ دو(2) رکعت نماز پڑھی اور بڑی دیر تک سجدہ کیا پھر جائے نماز اٹھا کر آپ نے غلام سے فرمایا کہ اس جگہ زمین کھودو۔ غلام نے زمین کھودی تو فوراً وہاں سے پانی نکلنے لگا اور اتنا زیادہ تھا کہ اس زمین کے ساتھ ساتھ دوسری زمینوں کی ضرورت(need) کو بھی پورا کرنے والا تھا۔ (اسد الغابہ، ج۳، ص۱۳۵ ملخصاً)

**اس واقعے(incident) سے یہ سیکھنے کو ملا کہ** جب پریشانی(problem) آئے تو نماز پڑھ کر اللہ کریم سے مدد حاصل کرنی چاہیے۔ اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ(Translation): اے ایمان والو! صبر اور نماز سے مدد مانگو، بیشک اللہ صابروں(یعنی صبر کرنے والوں) کے ساتھ ہے۔ (پ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۴۵)(ترجمہ کنز العرفان)

**جنّتی صحابی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ کی شان:**

حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا جب خلیفہ(caliph) بنے، تو آپ نے کعبہ شریف کی تعمیر(construction)، اُس نقشے کے مطابق(according to that map) کروائی جو حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پسند فرمایا تھا یعنی حطیم (وہ جگہ جو کعبہ شریف کے ساتھ آدھے گول دائرے کی شکل میں ہے) کی زمین کو

کعبہ شریف کی عمارت(building)میں لے لیا۔اور دروازہ زمین کے برابر نیچے کر دیا اور مزید(more)دو (2)دروازے بنا دیے۔(حاشیہ بخاری،ج۱،ص۲۱۵،باب فضل مکہ ملخصاً)

امام حسین رَضِیَ اللہُ عَنْہُ کی شہادت کے بعد،یزید نے اور بھی بہت سے شیطانی کام کیے۔اس نے مدینے پاک میں قتل کیے اور اب یہ بد نصیب(unlucky) شخص، جنّتی صحابی حضرت عبداللہ بن زبیر رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا کو شہید(یعنی قتل((murder))کرنے کے لئے مکّے شریف گیا۔مسجدُ الحرام(جس مسجد میں کعبہ شریف بھی ہے)کے باہر سے خاص قسم کے ہتھیار(weapons)سے پتھر پھینکے جس کی وجہ سے کعبہ شریف میں آگ لگ گئی۔
(تاریخ الخلفاء،ص۱۶۷مفہوماً،الکامل فی التاریخ،ج۳،ص۴۶۴ملخصاً)

---

## 216 ”امامت کُبریٰ اور خلافت(Caliphate)“

{1}ہمارے ہاں!امامت کا معنیٰ یہ ہے کہ لوگوں کو نماز پڑھانا،لیکن امامت کُبریٰ سے مراد نماز پڑھانے والے امام صاحب نہیں بلکہ اب قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا،تو ضرورت اس بات کی ہے کہ مسلمان کسی امیر (یعنی حاکم)کے پیچھے اپنے دینی و دنیاوی معمولات(routines)چلائیں۔

{2}امامِ اَکبَر وہ شخص ہے کہ جو نبی پاک صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی تعلیمات (teachings)کے مطابق، اُن کا نائب(deputy)ہونے کی حیثیت(status)سے مسلمانوں کے تمام دینی اور دنیوی معاملات(routines) میں شریعت کے مطابق حکم دینے کا مکمل اختیار(authority)رکھتا ہو اور جائز کاموں میں اُن کا حکم ماننا،ساری دنیا کے مسلمانوں پر فرض ہو۔

{3}اِس امام کے لیے مسلمان،آزاد(آج کل سب انسان آزاد ہیں،اب غلام نہیں پائے جاتے)،عاقل(عقلمند یعنی پاگل وغیرہ نہ ہو)،بالغ،قادر(یعنی جو اپنے علم،بہادری،عدل وانصاف وغیرہ کی وجہ سے امام بننے کی طاقت رکھنے والا)،قرشی(یعنی قبیلہ(tribe)قریش سے)ہونا شرط(precondition)ہے۔

{4} امام ہونے کے لیے صرف ان باتوں کا پایا جانا کافی (enough) نہیں، بلکہ ضروری ہے کہ دینی و دنیاوی انتظامات (managements) کو چلانے والوں نے اُنہیں امام بنایا ہو، یا جو پہلے امام تھے، انہوں نے بنایا ہو۔

{5} امام ایسے شخص کو بنایا جائے کہ جو بہادر اور عالم ہو، یا عُلَمائے کِرام کی مدد سے کام کرے۔

{6} امام کی اِطاعت ہر مسلمان پر فرض ہے، جبکہ اس کا حکم شریعت کے خلاف (against) نہ ہو، کیونکہ شریعت کے خلاف حکم میں کسی کی اطاعت نہیں۔

{7} عورت اور نابالغ کی امامت جائز نہیں۔ (بہارِ شریعت ج۱، ح۱، ص۲۳۷ تا ۲۵۶ ماخوذاً)

{8} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: میرے بعد بارہ (۱۲) خلیفہ ہوں گے ابو بکر تھوڑے ہی دن رہیں گے (المعجم الکبیر، ج۱، ص۹۰، حدیث ۱۴۲ المکتبۃ الفیصلیۃ بیروت)۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں کہ: اس سے مراد وہ خُلفاء ہیں کہ والیانِ اُمّت (یعنی اُمّت کے نگہبان (guardian)، ان پر نظر رکھنے والے خیر خواہ (well wisher)) ہوں اور عدل (یعنی انصاف) و شریعت کے مطابق حکم کریں، یہ ضروری نہیں کہ ایک کے بعد دوسرا ہو بلکہ فاصلہ (gap) بھی ہو سکتا ہے۔ اُن میں سے خلفائے اربعہ (یعنی پہلے چار (۴) خلیفہ) رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ اور (۵) حضرت امام حسن مُجتَبٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اور (۶) حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اور (۷) حضرت عبد اللہ بن زبیر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ اور (۸) حضرت عمر بن عبد العزیز رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ معلوم ہیں اور آخر زمانے (time) میں (۹) حضرت امام مہدی رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ ہوں گے۔ یہ نو (۹) ہوئے، حدیث نے جو بیان کیے، اس کے مطابق تین (۳) اور بھی ہونگے مگر یقین (believe) سے نہیں بتایا جا سکتا کہ کون ہونگے۔ (فتاوی رضویہ جلد ۲۷، ص۱۵۱ ماخوذاً)

{9} خلافتِ راشدہ (یعنی جس میں خلیفہ بننے کی سب شرطیں (preconditions) پائی جائیں، اُس) خلیفہ کی وہ سچی خلافت ہے کہ جس میں انھوں نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نائب (deputy) ہونے کا پورا حق ادا فرمایا (یعنی دین و شریعت کے مطابق اپنی ذمہ داریاں (responsibilities) پوری کیں)۔

{10} پہلے چار (first four) خلیفہ کی فضیلت (اور بڑے مقام والا ہونا)، اُن کی خلافت کی ترتیب

(sequence) کے مطابق ہے یعنی جو اللہ پاک کے نزدیک رسولوں، نبیوں (اور فرشتوں میں جو رسول ہیں) عَلَیْہِمُ السَّلَام کے بعد مخلوق (creatures) میں (چاہے وہ انسان ہوں یا فرشتے ہوں یا جِنّ ہوں) سب سے افضل (superior) ہیں، وہ پہلے خلیفہ بنے، ان کے بعد جو افضل وہ دوسرے پھر تیسرے پھر چوتھے۔ سب سے پہلے (1st) خلیفہ صدیق اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بنے یہ اُمّت میں سب سے افضل (superior) ہیں، پھر دوسرے (2nd) خلیفہ عمر فاروقِ اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بنے یہ حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے بعد اُمّت میں سب سے افضل، پھر تیسرے (3rd) خلیفہ عثمان غنی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بنے یہ ان دونوں حضرات (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا) کے بعد اُمّت میں سب سے افضل (superior)، پھر چوتھے (4th) خلیفہ مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ بنے یہ ان تینوں حضرات (رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمْ) کے بعد اُمّت میں سب سے افضل ہیں۔

{11} افضل (superior) کے یہ معنی ہیں کہ اللہ پاک کے یہاں زیادہ عزّت والا یا زیادہ ثواب والا۔

{12} چاروں خلیفہ سچے اور سب قطعی (یعنی یقینی طور پر۔definitely) جنّتی ہیں۔

{13} جو شخص حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو حضرت صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ یا حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ سے افضل بتائے وہ گمراہ، بدمذہب اور جہنّم میں لے جانے والا عقیدہ (belief) رکھنے والا ہے۔

(بہارِ شریعت ج۱، ح۱، ص۲۳۷ تا ۲۵۶ ماخوذاً)

{14} امیر المؤمنین مولیٰ علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ نے کچھ اس طرح فرمایا: ایسا نہیں ہوا کہ مَعَاذَ اللّٰہ! (یعنی اللہ پاک کی پناہ) رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ شہید ہوئے یا اچانک (suddenly) انتقال فرما گئے بلکہ کئی دن رات حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے مرض شریف (یعنی بیماری) میں گزرے، مؤذن (اذان دینے والا) آتا نماز کی خبر دیتا، پیارے پیارے آقا، مدینے والے مُصطفیٰ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مسلمانوں کے پہلے (1st) خلیفہ، امیر المؤمنین، حضرت ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کو امامت (یعنی نماز پڑھانے) کا حکم فرماتے حالانکہ (although) میں (یعنی حضرت علی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ) حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے سامنے حاضر ہوتا تھا، پھر بھی مؤذن کے آنے پر حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ابو بکر رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ

ہی کو نماز پڑھانے کا حکم دیتے۔ حضرت مولی علی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کچھ اس طرح بھی فرماتے ہیں: تو میں نے ابو بکر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کو ان کا حق دیا اور ان کی اطاعت(obedience) کو لازم جانا اور ان کے ساتھ ہو کر ان کے لشکروں میں جنگ بھی کی، جب وہ مجھے بیتُ المال (یعنی مسلمانوں کے سرکاری خزانے(government treasure)) سے کچھ دیتے تو میں لے لیتا اور جب مجھے لڑائی پر بھیجتے تو میں چلا جاتا۔(التاریخ دمشق الکبیر ترجمہ ۵۰۲۹ علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالٰی عنہ، ج۴۵، ص ۳۳۷ تا ۳۳۹، داراحیاء التراث العربی بیروت، مُلخصاً) پھر مسلمانوں کے چوتھے ($4^{th}$) خلیفہ، امیر المومنین حضرت علی رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے اسی طرح اطاعت(obedience) کرنے کی بات مسلمانوں کے دوسرے($2^{nd}$) خلیفہ، امیر المومنین فاروق اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ اور مسلمانوں کے تیسرے($3^{rd}$) خلیفہ، امیر المومنین عثمان غنی رَضِیَ اللہُ عَنْہ کے لیے بھی کہی۔(فتاوی رضویۃ، ج۲۸، ص ۴۷۲-۴۷۳ ملخصاً)

{15} حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ اسلام کے پہلے بادشاہ ہیں، ان کے بارے میں تورات شریف میں اشارہ ملتا ہے کہ: آخری نبی (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) مکّے میں پیدا ہونگے، مدینہ پاک ہجرت فرمائیں گے (یعنی اللہ کریم کے حکم سے مکّہ شریف چھوڑ کر مدینہ پاک چلے جائیں گے) اور ان کی حکومت شام میں ہو گی۔(المستدرک، کتاب تواریخ المتقدمین من الأنبیاء والمرسلین، الحدیث: ۴۳۰۰، ج۳، ص۵۲۶ مُلخصاً) یہ حکومت حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے کی۔

{16} حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ وہ ہیں کہ جن سے پیارے آقا(صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے نواسے (grandson) امام حسن رَضِیَ اللہُ عَنْہ نے صلح کر لی(reconciliation یعنی اُن کی بات مان کر معاہدہ کر لیا) ان کے ہاتھ پر بیعت بھی فرمالی (یعنی اب "امیر" کی طرف سے جو حکم دیا جائے گا، اُنہیں بھی ماننے کا وعدہ کر لیا)۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے پہلے ہی اپنی ظاہری زندگی میں اس طرح ہونے والے واقعے(incident) کے بارے میں بتاتے ہوئے فرمایا تھا: میرا یہ بیٹا سیّد (یعنی سردار) ہے، میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ پاک اس کے ذریعے (through) مسلمانوں کے دو(2) بڑے گروہوں(groups) میں صلح کرادے۔(صحیح البخاري، کتاب الصلح، الحدیث: ۲۷۰۴، ج۲، ص۲۱۴ مُلخصاً)

{17} چوتھے( $4^{th}$) خلیفہ، امیر المومنین علی المرتضیٰ رَضِیَ اللہُ عَنْہ کا درجہ(spiritual status) اور فضیلت

حضرت امیر معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ سے بہت ہی زیادہ ہے مگر پھر بھی حضرت معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ ہمارے سردار ہیں(فتاوی رضویہ ج۱۰، ص۲۰۲،ماخوذاً) **یاد رہے!** کسی صحابی کے بارے میں بُرا عقیدہ(belief) رکھنا، بدمذہبی و گمراہی (اور جہنّم میں لے جانے والا کام) ہے۔(بہارِ شریعت ج۱،ح۱، ص۲۵۲ ملخصاً) حضرت علامہ شِہابُ الدین رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: جو شخص حضرت معاویہ رَضِیَ اللہُ عَنْہ پر طعن کرے (یعنی بُرا بھلا کہے) وہ جہنّم کے کتوں میں سے ایک کُتّا ہے۔(نسیم الریاض ج۴ ص۵۲۵)

---

## 217 ”فرشتے فقیروں کے ہاتھوں پر پانی ڈال رہے تھے“

ایک بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کے ساتھ چند نیک مسلمان رہا کرتے اور سب اللہ کریم کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ان بزرگ رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ نے خواب میں دیکھا کہ گویا آسمان پھٹ(burst) گیا اور حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام اور ان کے ساتھ دیگر(other) فرشتے سرکار صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے پاس حاضر ہوئے(یعنی آئے ہیں)۔ فرشتوں کے ہاتھوں میں تھال(tray) اور جگ(jug) تھے، میں جن نیک لوگوں کے ساتھ رہتا تھا اُن کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ اب فرشتوں نے ان نیک لوگوں کے ہاتھوں اور پاؤں پر پانی ڈالنا شروع کیا، جب وہ میرے قریب آئے تو میں نے بھی اپنا ہاتھ آگے کیا تاکہ وہ مجھ پر بھی پانی ڈالیں تو انہوں نے میرے ہاتھ پر بھی پانی ڈالا۔
(حکایتیں اور نصیحتیں ص۱۷۵، ملخصاً)

**اس واقعے(incident) سے پتا چلا کہ** اللہ کریم نے فرشتوں کو مختلف کام (different work) کرنے کی ذمہ داریاں(responsibilities) دی ہیں۔ یہ وہی کرتے ہیں جو اللہ کریم نے انہیں حکم دیا ہے، اللہ کریم کے حکم کے خلاف(against) کچھ نہیں کرتے۔

---

## 218 ”ہاروت عَلَیْہِ السَّلَام اور ماروت عَلَیْہِ السَّلَام کا صحیح واقعہ (incident)“

اللہ کریم نے مخلوق (creatures) کے امتحان کے لئے دو (2) فرشتوں یعنی ہاروت عَلَیْہِ السَّلَام اور ماروت عَلَیْہِ السَّلَام کو دنیا میں بھیجا۔ ان دونوں کو جادو کا علم بھی دیا (کسی چیز کے ذریعے کوئی ایسا کام کرنا جو عام طور پر نہ کیا جا سکتا ہو، اُسے جادو کہتے ہیں۔ (شرح المقاصد، المقصد السادس، الفصل الاول فی النبوۃ، ۵/ ۷۹ مُلخصاً) مثلاً کوئی کچھ جملے پڑھے اور پانی پر چلنے لگ جائے۔ **یاد رہے!** جادو کرنا کبھی کفر بھی ہوتا ہے جبکہ اس میں کفریہ الفاظ ہوں (صراط الجنان ج۱، ص۱۷۶))۔ اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ (Translation): وہ (جادو) جو بابِل شہر میں دو (2) فرشتوں ہاروت و ماروت (عَلَیْہِمَا السَّلَام) پر اتارا گیا تھا اور وہ دونوں کسی کو کچھ نہ سکھاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو صرف (لوگوں کا) امتحان ہیں تو (اے لوگو! تم) اپنا ایمان ضائع (یعنی برباد) نہ کرو۔ وہ لوگ ان فرشتوں سے ایسا جادو سیکھتے جس کے ذریعے مرد اور اس کی بیوی میں جدائی ڈال (یعنی الگ کر) دیں حالانکہ (although) وہ اس کے ذریعے کسی کو اللہ کے حکم کے بغیر کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تھے اور یہ ایسی چیز سیکھتے تھے جو انہیں نقصان دے اور انہیں نفع نہ دے اور یقیناً انہیں معلوم ہے کہ جس نے یہ سودا لیا ہے آخرت میں اس کا کچھ حصّہ نہیں اور انہوں نے اپنی جانوں کا کتنا برا سودا کیا ہے، کیا ہی اچھا ہوتا اگر یہ جانتے۔ (پ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۰۲) (ترجمہ کنز العرفان)

ہر چیز میں اللہ کریم ہی اثر (effect) رکھنے والا ہے۔ یعنی اللہ کریم چاہے تو ہی کوئی چیز نتیجہ (result) دے، اگر اللہ کریم نہ چاہے تو آگ جلا نہ سکے، پانی پیاس (thirst) نہ بجھا سکے اور دوا شِفا نہ دے سکے (صراط الجنان ج۱، ص۱۷۹ مُلخصاً)۔ فرشتوں کا جادو لے کر آنا، اس لیے تھا تا کہ یہ بات سمجھ لی جائے کہ جادو میں اثر (effect) بھی اللہ کریم ہی کی طرف سے ہے۔ فرشتے یہ بھی کہتے تھے کہ: ہم تو صرف (لوگوں کا) امتحان ہیں تو (اے لوگو! تم) اپنا ایمان ضائع نہ کرو۔ (پ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۰۲) (ترجمہ کنز العرفان) اب جو ان کی بات نہ مانے وہ نافرمان (disobedient) ہے اور اپنے پاؤں پہ چل کے خود جہنّم میں جانے والا ہے۔ (الشفاء ص۱۷۶-۱۷۵، الجزء الثانی مُلخصاً)

کچھ وقت گزرنے کے بعد حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی حکومت آئی، تو اس وقت بنی اسرائیل جادو سیکھنے

میں لگے ہوئے تھے تو آپ عَلَیْہِ السَّلَام نے ان کو اس سے روکا اور ان کی کتابیں لے کر اپنی کرسی کے نیچے دفن(buried) کر دیں۔ حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام کی وفات کے بعد شیطانوں نے وہ کتابیں نکال کر لوگوں سے کہا کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام اسی جادو سے اتنی بڑی حکومت کرتے تھے۔ جادو کا سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ ہمارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نے اپنے "نبی" ہونے کا اعلان فرمادیا۔ پھر ایک وقت یہ بھی آیا کہ اللہ کریم نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے ذریعے لوگوں کو بتادیا کہ حضرت سلیمان عَلَیْہِ السَّلَام جادوگر نہ تھے۔ (خازن، البقرۃ، تحت الآیۃ: ۱۰۲، پ ۱، آیت ۷۳، مُلخصاً) اللہ کریم فرماتا ہے، ترجمہ(Translation): اور یہ سلیمان کے عہدِ حکومت میں اس جادو کے پیچھے پڑ گئے جو شیاطین پڑھا کرتے تھے اور سلیمان نے کفر نہ کیا بلکہ شیطان کافر ہوئے جو لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔ (پ ۱، سورۃ البقرۃ، آیت ۱۰۲) (ترجمہ کنزالعرفان)

**اس واقعے(incident) سے معلوم ہوا کہ** شیطان بہت سی غلط باتیں مشہور کر دیتا ہے، ہمیں سنی سنائی باتوں پر یقین(believe) نہیں کرنا چاہیے اور اگر کوئی دینی بات ہو تو کسی اچھے سُنّی عالم صاحب سے اس بارے میں ضرور، ضرور اور ضرور معلوم کریں۔ **یہ بھی معلوم ہوا کہ** اللہ کریم کے فرشتے گناہوں سے پاک ہوتے ہیں، یہ گناہ کرتے ہی نہیں ہیں۔ اعلیٰ حضرت رَحْمَۃُ اللہِ عَلَیْہ کچھ اس طرح فرماتے ہیں: ہارُوت و مارُوت عَلَیْہِمَا السَّلَام کا واقعہ جس طرح عوام بتاتی ہے کہ مَعَاذَ اللہ! (یعنی اللہ کریم کی پناہ) یہ قید میں ہیں، انہوں نے غلطیاں یا گناہ کیے ہیں، عُلَمَائے کِرام نے ان باتوں کا سخت انکار(denial) کیا ہے بلکہ کچھ عُلَمَائے کِرام تو کہتے ہیں کہ یہ باتیں یہودیوں نے اپنی طرف سے بڑھادی ہیں۔ انہوں نے لوگوں کو اللہ کریم کے حکم سے جادو سکھایا تو گناہ کیسے ہو گیا؟ (فتاوی رضویہ، ج ۲۶، ص ۳۹۶، ماخوذاً)

---

## 219 "فرشتوں کے بارے میں چند ضروری باتیں"

{1} "فرشتے" اللہ کریم کی مخلوق(creatures) ہیں {2} اللہ کریم نے اِنہیں نُور سے پیدا کیا ہے {3} یہ جس

شکل(form) میں آنا چاہیں آسکتے ہیں{4} فرشتے معصوم ہوتے ہیں(یعنی ان سے گناہ ہوتے ہی نہیں)۔یہ اللہ کریم کی کسی بھی طرح کی نافرمانی کر ہی نہیں سکتے(لھذا کوئی فرشتہ ایسا نہیں کہ اس نے نافرمانی کی اور اسے نافرمانی کی سزا ملی۔ابلیس یعنی شیطان جنّ تھا فرشتہ نہ تھا،خود قرآنِ پاک میں ہے،ترجمہ:وہ جنّوں میں سے تھا۔(پ۱۵، سورۃ الکھف،آیت ۵۰)(ترجمہ کنزالعرفان)){5} فرشتے وہی کرتے ہیں جس کا انہیں حکم دیا جاتا ہے{6} کچھ فرشتے مختلف انداز(different style) میں اللہ کریم کی عبادت اور تسبیح کرتے رہتے ہیں{7} اس کے علاوہ فرشتے مختلف(different) کام کرتے ہیں:() کچھ بارش لاتے ہیں() کچھ ہَوا چلاتے ہیں() کچھ روزی پہنچاتے ہیں() کچھ ماں کے پیٹ میں بچّہ کی شکل بناتے ہیں() کچھ انسان کی دشمن سے حفاظت(safe) کرتے ہی() کچھ مسلمانوں کے نیک اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں() کچھ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس مسلمانوں کے پڑھے ہوئے صلوٰۃ و سلام لے کر آتے ہیں() کچھ نامۂ اعمال لکھتے ہیں() کچھ مرنے والے سے سوالات کرتے ہی() کچھ عذاب (punishment) دینے کا کام کرتے ہیں() کوئی انسان کی رُوح نکال کر اُسے موت دیتے ہیں() جبکہ کوئی قیامت کے دن صُور پھونکیں گے(یہ ایک آواز ہوگی جو آہستہ آہستہ تیز ہوتی رہے گی، جسے سن کر ساری دنیا کے لوگ مر جائیں گے اور دنیا ختم ہو جائے گی)() ان میں ایسے بھی ہیں کہ نبیوں کی بارگاہ میں اللہ کریم کا پیغام پہنچاتے ہیں() بہت سارے فرشتے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے پاس آج بھی حاضر ہوتے ہیں{8} فرشتے نہ ہی مرد ہیں اور نہ ہی عورت{9} یہ عقیدہ رکھنا کہ "فرشتے ہمیشہ ہمیشہ سے ہیں یا ساری دنیا کو پیدا کرنے والے ہیں" کفر ہے کیونکہ یہ خود کچھ نہیں کرتے سب کچھ اللہ کریم کے حکم اور اللہ کریم کی دی ہوئی طاقت سے کرتے ہیں{10} فرشتوں کی صحیح تعداد(کہ وہ کتنے ہیں؟) اللہ کریم جانتا ہے اور اللہ کریم کے بتانے سے اس کے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جانتے ہیں{11} چار(۴) مشہور فرشتے،باقی سب فرشتوں سے افضل اور رسول فرشتے ہیں:(۱) حضرتِ جبریل عَلَیْہِ السَّلَام(۲) حضرت میکائیل عَلَیْہِ السَّلَام(۳) حضرت اِسرافیل عَلَیْہِ السَّلَام(۴) حضرتِ عِزرائیل عَلَیْہِ السَّلَام

{12} اسی طرح عرش[3] اٹھانے والے فرشتے بھی رسول فرشتے ہیں (فتاوی رضویہ، ج۲۹، ص۳۵۳، ماخوذاً)

{13} رسول فرشتوں کو رسول اس لیے کہتے ہیں کہ ان کو اللہ کریم کی طرف سے وحی آتی ہے تو یہ رسول فرشتے بقیہ سب فرشتوں تک وہ بات پہنچاتے ہیں (النبراس شرح شرح عقائد ۲۷۶) {14} کسی فرشتے کی تھوڑی سی گستاخی کرنا بھی کُفر ہے {15} اِسی طرح فرشتوں کے "ہونے کا اِنکار (denial) کرنا" یا یہ کہنا کہ "فرشتہ تو بس نیکی کی طاقت کو کہتے ہیں، اِس کے علاوہ فرشتہ کوئی چیز نہیں ہوتی" یہ دونوں باتیں "کُفر" ہیں {16} سب سے اہم (important) بات یہ کہ اللہ کریم فرشتوں کا محتاج (needy) نہیں ہے، یہ اس کی شان ہے کہ اُس نے فرشتوں کو اس طرح کی خدمت (service) کے کاموں پر لگایا ہے۔ (بہار شریعت، ج۱، ص۹۰ تا ۹۵ ماخوذا)

**نوٹ:** جو بالکل صاف صاف کفر کہے، اُس کا اِسلام ختم ہو جاتا ہے۔ **یادرہے:** کسی کے کافر ہونے کا فیصلہ ہم نہیں کرسکتے، یہ عُلَمائے کِرام کا کام ہے۔ کسی نے فرشتوں کے خلاف (against) کوئی بات بولی تو "دارالافتاء اہلسنّت" سے پوچھ لیجئے۔

---

## 220 "جِنّات کو اسلام کی دعوت"

نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو اللہ کریم کی طرف سے حکم دیا گیا کہ وہ جنّات کو آخرت کے عذاب (punishment) سے ڈرائیں اور انہیں اللہ کریم کے دین کی دعوت دیں اوران کو قرآنِ مجید پڑھ کر سنائیں۔ اللہ کریم نے جنّات کے گروہ (group) کو ایک جگہ جمع کر دیا۔ نبیٔ کریم صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم حضرت عبدُاللہ بن مسعود رَضِیَ اللّٰہ عَنْہُ کے ساتھ جنّات کے پاس تشریف لے گئے۔ حضرت عبدُ اللہ بن مسعود فرماتے ہیں کہ: میرے علاوہ (except) آپ صَلَّی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے ساتھ کوئی دوسرا (other) نہ تھا۔ ہم چلتے رہے یہاں

(9) "عرش" کی تفصیل (detail)، **Topic number:225** میں پڑھیں۔

تک کہ مکّے پاک کے ایک محلے(an area)"شِعبُ الحَجُون"میں داخل ہوئے۔ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے میرے لئے ایک دائرہ(circle)کھینچا اور مجھے اس میں بیٹھنے کا کہا اور فرمایا: میرے واپس آنے تک یہاں سے باہر نہ نکلنا۔ پھر آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وہاں سے تشریف لے گئے اور کھڑے ہو کر تلاوتِ قرآن کرنے لگے۔ میں نے گِدھ (vultures) کی طرح اُڑتے ہوئے پرندوں کے پروں کی آواز سنی اور میں نے بہت شور بھی سنا۔ پھر بہت سی کالی چیزیں میرے اور آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے درمیان آگئیں یہاں تک کہ مجھے آپ کی آوازِ مبارک نہیں آ رہی تھی پھر وہ سب کالی چیزیں غائب ہو(یعنی چلی) گئیں، اب فجر کا وقت ہو چکا تھا۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم میرے پاس تشریف لائے۔ میں نے عرض کی: یَارَسُوْلَ اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم! میں نے سنا کہ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم جنّات کو عصا مبارَکہ (لاٹھی شریف) سے مارتے ہوئے فرما رہے تھے: بیٹھ جاؤ۔ آپ نے فرمایا: کیا تم نے کچھ دیکھا؟ میں نے عرض کی: جی ہاں! میں نے کالے رنگ کے کچھ آدمی دیکھے جن پر سفید کپڑے تھے۔ آپ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: وہ نَصِیبِین(ایک جگہ) کے جنّات تھے۔ میں نے عرض کی: میں نے بہت شور بھی سنا تھا۔ فرمایا: وہ اپنے درمیان ایک قتل(murder)ہونے والے کے فیصلے(judgment) میں جلدی کر رہے تھے انہوں نے مجھ سے فیصلے کے لئے کہا تو میں نے ان کے درمیان حق اور سچا فیصلہ کر دیا۔

(الجامع القرآن، سورۃ الاحقاف، ج۸، ص۱۵۳، تحت الآیۃ:۲۹ ملخصا)

**اس واقعے(incident)سے ہمیں یہ درس(lesson)ملا کہ** جنّات کے لیے بھی پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان(believe)لانا ضروری ہے۔ **دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ** نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے جنّات میں بھی دینِ اسلام کی تبلیغ کی(یعنی انہیں اسلامی تعلیمات(islamic educations)سکھائیں)اور انہیں بھی قرآنِ پاک کی تعلیم دی۔ **تیسری بات یہ معلوم ہوئی کہ** جنّات بھی پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے حکم کو پورا کرتے تھے اور آپس کے جھگڑوں میں ان کے درمیان نبی کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم سے فیصلہ کرواتے تھے۔ **چوتھی**

**بات یہ معلوم ہوئی کہ** ویران جگہوں(deserted places) میں جنّات کی آبادیاں ہوتی ہیں ایسی جگہوں پر خصوصًا رات کے وقت نہیں جانا چاہیے۔

---

## 221 ”وہاں جِنّات رہتے تھے“

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں: میں نے مکہ مکرمہ میں ایک ایسے شخص کو طواف کرتے ہوئے دیکھا کہ جو پہلے غیر مسلم تھا اور اب مسلمان ہو چکا تھا، میں نے پوچھا: تم نے اپنے باپ دادا کے دین کو کیوں چھوڑا؟ اس نے کہا: میں اُس دین سے بہتر دین میں آگیا(یعنی اسلام ہی بہترین دین(best religion) ہے)۔ میں نے پوچھا: یہ سب کیسے ہوا؟ تو اس نے اپنا واقعہ (incident)یوں بتایا: میں سمندر(sea) میں ایک کشتی(boat) پر سوار تھا، تھوڑی دور پہنچنے کے بعد کشتی ٹوٹ گئی۔ میں اس کے ایک تختے(لکڑی کے ٹکڑے) پر لٹک گیا، سمندر کی لہریں مجھے اِدھر اُدھر لے جاتی رہیں یہاں تک کہ لہروں نے مجھے ایک جزیرے (island)میں ڈال دیا، اس میں بہت درخت تھے اور ان میں لگے پھل شہد سے زیادہ میٹھے اور مکھن سے زیادہ نرم تھے۔ ایک صاف اور خوبصورت نہر(canal) تھی۔ میں نے اس پر اللہ کریم کا شکر ادا کیا اور کہا: جب تک کوئی راستہ نہیں ملتا میں یہ پھل کھاؤں گا اور نہر سے پانی پیؤں گا۔ جب رات ہوئی تو میں جانوروں کے ڈر سے درخت پر چڑھ کر ایک ٹہنی(درخت کی شاخ) پر سو گیا، رات کا کچھ حصّہ گزرنے کے بعد میں نے پانی پر ایک جانور کو بہت اچھے طریقے سے اللہ کریم کی تسبیح کرتے ہوئے دیکھا، صبح کے وقت اس نے پھر اللہ کریم کی تسبیح کی۔ جب وہ جانور خشکی(یعنی اس زمین) پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ اس کا سر شتر مرغ(ostrich) جیسا، چہرہ انسان جیسا، ٹانگیں اونٹ کی ٹانگوں کی طرح اور مچھلی کے جیسی دُم ہے، میں اس سے بہت زیادہ ڈر گیا اور موت کے خوف سے بھاگنے ہی والا تھا کہ اس نے مجھے دیکھ کر کہا: تم اس وقت جنّات کے جزیرے میں ہو! رُک جاؤ، ورنہ مر جاؤ گے۔ پھر اس نے مجھ سے میرے دین کے بارے میں پوچھا، تو میں نے جواب دیا: میں غیر مسلم

ہوں۔اس نے کہا:اے نقصان اٹھانے والے! اسلام قبول (accept) کرلے۔میں نے پوچھا:اسلام کیسے لاؤں؟اس نے کہا:اس بات کی گواہی دے(یعنی مان لے) کہ اللہ کریم کے علاوہ(except)کوئی ایسا نہیں کہ جس کی عبادت کی جاسکے اور محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کے رسول ہیں۔یہ سن کر میں کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

پھر اس جانور نے مجھ سے پوچھا:تم یہاں ٹھہرنا چاہتے ہو یا اپنے گھر والوں کے پاس جانا چاہتے ہو؟میں نے کہا:اپنے گھر والوں کے پاس جانا چاہتا ہوں۔اس نے کہا:تو پھر یہاں کھڑے رہو،ایک کشتی یہاں سے گزرے گی،میں وہاں کھڑا رہا۔وہ جانور سمندر میں اتر کر میری آنکھوں سے گم ہو گیا پھر ایک کشتی گزری جس میں کچھ لوگ تھے۔میرے اشارہ کرنے پر انہوں نے مجھے بھی کشتی میں بٹھالیا۔اس میں بارہ(12) غیر مسلم تھے۔جب میں نے ان کو اپنا واقعہ بتایا تو سب کے سب مسلمان ہو گئے۔(حکایتیں اور نصیحتیں،ص۲۰۷)

**اس واقعے(incident)سے ہمیں یہ معلوم ہوا کہ** انسانوں کے علاوہ جنّات بھی ہمارے پیارے نبی صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کو جانتے ہیں اور وہ بھی اللہ کریم اور رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان(believe)رکھتے ہیں ،انہیں بھی آخری نبی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم پر ایمان لانے کا حکم ہے۔نبیِّ کریم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا:مجھے کائنات کی تمام مخلوق(creatures) کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہے(صحیح مسلم،ص۲۱۱،حدیث:۱۱۶۸)۔**دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ** جنّات بھی اللہ کریم کی تسبیح کرتے ہیں۔

---

## 222 ”جِنّات کے بارے میں چند ضروری باتیں“

{1}”جنّات“اللہ کریم کی مخلوق(creatures)ہیں{2}اللہ کریم نے انہیں آگ سے پیدا کیا ہے{3}کچھ جنّات کو یہ طاقت بھی دی گئی ہے کہ وہ کسی بھی شکل میں آسکتے ہیں{4}جنّات کی عمر(age)بہت لمبی ہوتی ہے {5}شرارت کرنے والے جنّات کو”شیطان“کہا جاتا ہے{6}جنّات ہم انسانوں کی طرح عقل،رُوح اور جسم

والے ہوتے ہیں{7}اِن کی اولاد بھی ہوتی ہے{8}جنّات بھی کھاتے، پیتے، جیتے اور مرتے ہیں{9}جنّات میں بھی مسلمان اور غیر مسلم ہوتے ہیں{10}اکثر جنّات غیر مسلم ہوتے ہیں{11}جو جنّات مسلمان ہوتے ہیں ان میں اچّھے بھی ہوتے ہیں اور بُرے بھی ہوتے ہیں، لیکن بُرے زیادہ ہیں{12}جنّات کے"ہونے کا انکار(denial) کرنا" یا"بُرائی کی طاقت کا نام جنّ یا شیطان" رکھنا"کُفر"ہے۔(بہار شریعت، ج۱، ص۹۶ تا۹۷، ماخوذاً) {13}کچھ لوگ سمجھتے ہیں کہ خبیث(یعنی کافر اور گناہ گار) لوگوں کی روحیں مرنے کے بعد"بھوت"بن کر جنگلوں میں پھرتی ہیں اور لوگوں کو پریشان کرتی ہی، حدیثِ پاک میں اس کا انکار(denial) فرمایا گیا(یعنی ایسا نہیں) ہے۔**ہاں!** اگر بھوت، تنگ کرنے والے جنّ کو بولا جاتا ہے تو اس طرح کے جنّ پائے جاتے ہیں جیسا کہ حدیثوں سے پتا چلتا ہے(مراۃ ج۶، ص۴۱۶ سوفٹ ایئر، ماخوذاً){14}جنّ اور مرد و عورت کی ناپاک روحوں کا ذکر حدیثوں میں ہے، وہ ناپاک جگہوں پر پائی جاتی ہیں۔ انہیں سے بچنے کے لئے اِستِنجاء خانے(toilet) جانے سے پہلے یہ دعا پڑھنا ہوتی ہے:"اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْخُبُثِ وَ الْخَبَائِث"۔ یعنی میں گندی اور ناپاک چیزوں سے اللہ کریم کی پناہ مانگتا ہوں(فتاوٰی رضویہ ج۲۱، ص۲۱۸، مُلخصاً)۔ یہ یا اِس طرح کی اور کوئی دعا پڑھ کر جانے سے استِنجا خانے میں رہنے والے گندے جنّات نقصان نہیں پہنچا سکتے(کفریہ کلمات ص۳۱۴، مُلخصاً){15}"**قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ**"اور"**قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ**"، یہ دونوں سورتیں جنّ، شیطان، نظرِ بد(یعنی بُری نظر)، آسیب (یعنی تنگ کرنے والے جنّ) اور تمام بیماریوں خصوصاً (specially) جادو ٹونے کا بہترین علاج ہیں(عجائب القرآن ص۲۳۱، مُلخصاً){16}جس گھر میں جنّ یا شیطان یا آسیب وغیرہ ہو تو مغرب کے بعد اُس گھر میں کچھ دن تک اذان پڑھنے سے یہ چلے جائیں گے(شامی، جلد اول، ص۲۵۸ وایذان الاجر)۔ اذان درست مخارج(یعنی صحیح طرح"عربی"پڑھنے کے اصولوں) کے مطابق دی جائے۔

---

## 223 "وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا"

جب اللہ کریم نے زمین و آسمان اور ساری کائنات(universe) کو پیدا کرنا چاہا تو اُس وقت نہ فرشتے

تھے، نہ جنّ تھے، نہ چاند، نہ سورج، نہ جنّت، نہ دوزخ، نہ عرش[4]، نہ کُرسی، نہ قلم تھا بلکہ کچھ بھی نہ تھا۔ جیسا کہ حضرت عبدُاللہ بن عباس رَضِیَ اللہُ عَنْہُمَا نے کہا کہ: اللہ کریم نے حضرتِ عیسٰی عَلَیْہِ السَّلَام کو وحی بھیجی (یعنی ایسا خاص پیغام (message) بھیجا جو اللہ کریم اپنے نبیوں کو بھیجتا ہے): اے عیسٰی (عَلَیْہِ السَّلَام)! محمّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) پر ایمان لاؤ! اور تمہاری اُمّت (nation) میں سے جو لوگ اس (یعنی حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کا زمانہ (time) پائیں گے، انہیں بھی حکم کرنا کہ اس پر ایمان لائیں (کیونکہ) اگر میں محمّد (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو پیدا نہ فرماتا تو میں آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) کو (بھی) پیدا نہ کرتا، نہ ہی جنّت و دوزخ بناتا (کسی کو بھی پیدا نہ فرماتا)۔ اللہ کریم نے یہ بھی فرمایا: جب میں نے عرش کو پانی پر بنایا تو وہ ہلنے لگا تھا تو میں نے اس پر "لَا اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ" (ترجمہ: اللہ کریم کے علاوہ (except) کوئی ایسا نہیں کہ جس کی عبادت کی جاسکے اور محمد صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اللہ کریم کے رسول ہیں) لکھ دیا، تو وہ رُک گیا (الخصائص الکبری، ج۱، ص۱۴)۔ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: اس پانی سے مراد سمندر کا پانی نہیں بلکہ عرشِ اعظم کے نیچے ایسا پانی ہے جو ہوا پر ہے اور ہوا اللہ کریم کی قدرت (اور طاقت) سے ہے۔ اس فرمان کا یہ مطلب نہیں کہ عرش پانی پر رکھا ہوا تھا بلکہ مطلب یہ ہے کہ اس پانی اور عرش کے درمیان کوئی چیز نہ تھی جیسے زمین و آسمان کے درمیان کچھ نہیں ہے۔ (مراٰۃ، ج۷، ص۵۶۲، مُلخصاً)

حضرت جابر رَضِیَ اللہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ پیارے آقا صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے مجھ سے فرمایا: اے جابر (رَضِیَ اللہُ عَنْہ)! اللہ کریم نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نُور کو پیدا فرمایا۔ (کشف الخفاء، حرف الھمزۃ مع الواو، ج۱، ص۲۳۷)

**حدیث شریف میں موجود واقعے (incident) سے معلوم ہوا کہ** اللہ کریم نے اپنے محبوب صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے اس دنیا کو بنایا اور سب سے پہلے اپنے حبیب (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے نور کو پیدا فرمایا۔ **اور یہ بھی پتا چلا کہ** کلمے شریف کی بہت برکت (blessing) ہے کہ اس کی برکت سے ہلتا ہوا عرش رُک گیا۔

---

(10) "عرش"، "کرسی" اور "قلم" کی تفصیل (detail)، **Topic number:225** میں پڑھیں۔

---

## 224 ”شبِ قدر اور فرشتوں کے جھنڈے“

جب شبِ قدر[5] آتی ہے تو سِدرۃُ المنتہٰی (یہ ساتویں آسمان پر ہے۔ جو چیزیں زمین سے اوپر اٹھائی جاتی ہیں یہاں تک ہی پہنچتی ہیں پھر یہاں سے لے لی جاتی ہیں اور جو چیزیں اوپر سے نیچے کے لیے اتاری جاتی ہیں، وہ بھی یہاں تک ہی پہنچائی جاتی ہیں پھر یہاں سے نیچے جاتی ہیں (حلیۃُ الاولیاء جلد ۵، ص ۳۴ ملخصاً)) میں رہنے والے فرشتے اپنے ساتھ چار (4) جھنڈے لے کر اُترتے ہیں۔ حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام بھی ان کے ساتھ ہوتے ہیں۔ ان میں سے ایک (1) جھنڈا پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے مزار کی جگہ پر، دوسرا ($2^{nd}$) جھنڈا طورِ سینا پر (یہ وہ پہاڑ ہے جس پر اللہ کریم نے حضرت موسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام سے کلام فرمایا تھا)، تیسرا ($3^{rd}$) جھنڈا مسجدِ حرام (مکّہ شریف کی وہ مسجد جہاں کعبۃُ اللہ شریف بھی ہے) پر اور چوتھا ($4^{th}$) جھنڈا بیتُ المقدّس (مُلک فلسطین میں موجود ”مسجدِ اقصیٰ“ کہ جس طرف منہ کر کہ پہلے نماز پڑھی جاتی تھی مگر اب قیامت تک کعبہ شریف کی طرف ہی نماز پڑھی جائے گی) پر لگاتے ہیں، پھر وہ مسلمانوں کے گھر میں جا کر انہیں سلام کرتے ہوئے کہتے ہیں: اے مؤمن مرد اور اے مؤمن عورت! اللہ کریم تمہیں سلام بھیجتا ہے (تفسیر قرطبی، سورۃالقدر، تحت الآیۃ ۵، الجزء العشرون، ص ۹۷، ماخوذاً)۔ جب فجر کا وقت شروع ہوتا ہے تو سب سے پہلے حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام زمین و آسمان کے درمیان اونچائی پر (یعنی بیچ میں) چلے جاتے ہیں اور اپنے ہاتھ پھیلا دیتے ہیں پھر جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام فرشتوں کو ایک (1) ایک کر کے بلاتے ہیں اور فرشتوں کا نور اور حضرت جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کے پروں کا نور جمع (gathered) ہو جاتا ہے اور اس وجہ سے سورج بغیر شعاعوں (rays) کے نکلتا ہے۔ پس جبرائیل امین اور دیگر (other) فرشتے مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کرنے کے لئے زمین و آسماں کے درمیان رُک جاتے ہیں۔ جب شام ہوتی ہے تو آسمان پر چلے جاتے ہیں تو آسمان کے فرشتے اُن سے پوچھتے ہیں: تم سب کہاں سے آرہے ہو؟ تو یہ کہتے ہیں: ہم حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی

---

(11) ”شبِ قدر“ کی معلومات جاننے کے لیے دین کے مسائل part 02 میں Topic number:94 دیکھیں۔

اُمّت (nation) کے پاس سے آرہے ہیں۔ آسمان کے فرشتے پوچھتے ہیں: اللہ کریم نے ان کے ساتھ کیا کیا؟ تو وہ جواب دیتے ہیں کہ: حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اُمّت کے نیک لوگوں کو بخش (یعنی معاف کر) دیا گیا اور گنہگاروں کے حق میں نیکوں کی سفارش (recommendation) قبول (accept) کرلی گئی۔ تو وہ فرشتے صبح تک اس نعمت کے شکر میں اللہ کریم کی تسبیح، حمد اور پاکی بیان کرتے رہتے ہیں۔

پھر کُرسی(6) جھومنے لگتی ہے تو عرش پوچھتا ہے: اے کرسی تمھیں کیا ہوا؟ تو کرسی کہتی ہے: مجھے جنّتِ عدن (وہ جنّت کہ جس میں اللہ کریم کا دیدار ہوگا (مسلم، کتاب الایمان، ص۱۱۰، حدیث: ۱۸۰، ماخوذاً)) نے جنّتِ نعیم (جس جنت میں اللہ کریم کے سامنے قیامت میں کھڑے ہونے کے ڈر سے گناہوں کو چھوڑنے والا جائے گا (تفسیر خزائن العرفان، پارہ ۲۷، سورۃ الرحمٰن، آیت ۴۶، ماخوذاً)) سے سن کر، اس نے جنّتُ الماویٰ (آٹھ جنّتوں میں سے ایک جنّت) سے سن کر، اس نے سدرۃُ المنتہیٰ سے سن کر، اس نے اپنے رہنے والوں سے سن کر، انہوں نے حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام سے سن کر خبر دی کہ اللہ کریم نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اُمّت کو معاف فرمادیا اور گنہگاروں کے حق میں نیکوں کی شفاعت (یعنی سفارش) قبول فرمالی ہے۔ یہ سن کر عرش بھی خوشی سے جھومنے لگتا ہے تو اللہ کریم پوچھتا ہے: کیا ہوا؟ حالانکہ (although) اللہ کریم تو سب کچھ جانتا ہے۔ عرش کہتا ہے: یاربّ! مجھے کرسی نے حضرتِ جبرائیل عَلَیْہِ السَّلَام کے حوالے سے خبر دی کہ تو نے حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی اُمّت (nation) کو معاف کردیا اور بُروں کے حق میں نیکوں کی سفارش (recommendation) قبول (accept) فرمالی ہے۔ تو اللہ کریم فرماتا ہے: جبرائیل (عَلَیْہِ السَّلَام) نے سچ کہا، سدرۃُ المنتہیٰ نے سچ کہا، جنّتُ الماویٰ نے سچ کہا، جنّتِ نعیم نے سچ کہا، جنّتِ عدن نے سچ کہا، کرسی نے سچ کہا اور اے عرش! تو نے بھی سچ کہا۔ میں نے اپنے محبوب (صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم)

---

(12) "عرش" اور "کرسی" کی تفصیل (detail)، Topic number:225 میں پڑھیں۔

کی اُمّت کے لئے وہ اجر و ثواب تیار کیا ہے جو نہ تو کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ ہی کسی کے دل میں اس کا خیال گزرا۔(حکایتیں اور نصیحتیں ص۱۰۶تا۱۰۷،ماخوذاً)

**حدیث شریف میں موجود ہر سال ہونے والے ان سچے حالات(conditions)سے پتا چلا کہ** شبِ قدر کی بہت اہمیّت(importance)ہے۔ہمیں یہ رات عبادت میں گزارنی چاہیے اور ساتھ ساتھ یہ پتا چلا کہ اللہ کریم کی دیگر(other) مخلوقات(creatures)مثلاً عرش و کرسی بھی پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی پیاری اُمّت(nation)سے محبّت کرتی ہیں۔

---

## 225 ”عرش و کرسی“

**عرش:**

{1} عرش اللہ کریم کی ایک بہت بڑی، بلند(یعنی اونچی)اور نورانی مخلوق(creature)ہے۔عرش و کرسی پر ایمان(believe)لانا یعنی اس بات کا یقین(believe)رکھنا کہ اللہ کریم نے ان کو پیدا کیا ہے، یہ واجب ہے(تحفۃ المرید علی جوہرۃ التوحید، ص۳۳۴)۔پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے نور کو پیدا کرنے کے بعد اللہ کریم نے عرش کو پیدا فرمایا۔(شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید، ص۳۹۰)

{2} عرش تمام مخلوق(creatures)میں سب سے بڑا ہے اور ساتویں($7^{th}$)آسمان کے اوپر عرش ہے(تفسیر کبیر، پ۱۲، ھود، تحت الآیۃ:۶، ج۷، ص۳۲۰)بلکہ جنّت کی چھت پر عرش ہے(شرح المقاصد، ج۳، ص۳۶۱)۔اسی سے جنّت کی نہریں نکلتی ہیں۔(بخاری، ج۴، ص۵۴۷، حدیث:۷۴۲۳، ماخوذاً)

{3} امام ابراہیم رَحْمَۃُ اللّٰہِ عَلَیْہ فرماتے ہیں: عرش کی اصل حقیقت(reality)کا یقینی طور پر(definitely)علم نہیں ہے اس لئے اس بارے میں خاموش رہنا بہتر ہے۔اس کی شکل و صورت گول نہیں ہے بلکہ وہ گنبد(dome)کی طرح ہے جو جنّت کی چھت پر ہونے کے ساتھ تمام مخلوقات(creatures)اور دنیا کے اوپر بھی ہے اور اس کے چار(4)ستون(column)ہیں۔(تحفۃ المرید علی جوہرۃ التوحید، ص۳۳۴، شرح الصاوی علی جوہرۃ التوحید، ص۳۹۰)

{4}اللہ کریم کا عرش کبھی اللہ کریم کے غضب (جلال) کے خوف سے ہلنے لگتا ہے اور کبھی اللہ کریم کی رحمت سے اُمید (hope) پر:

(۱) **فرمانِ آخری نبی** صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: شادی کرو اور طلاق نہ دیا کرو کہ طلاق سے (عرش کے ہر طرف (surround) موجود فرشتے کانپتے ہیں تو) عرشِ الٰہی ہلنے لگتا ہے۔ (جامع الصغیر، ص۱۹۷، حدیث:۳۲۸۹ مع فیض القدیر ج۳، ص ۲۴۳ ملخصاً)

(2) **فرمانِ مُصطفیٰ** صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اچھی نیّت عرش سے چمٹ (یعنی چپک) جاتی ہے پس جب کوئی بندہ اپنی نیّت کو سچا کر دیتا (یعنی اپنی نیّت کے مطابق عمل کرتا) ہے تو عرش ہلنے لگ جاتا ہے، پھر اس بندے کو بخش (یعنی معاف کر) دیا جاتا ہے۔ (تاریخ بغداد، ج۱۲، ص۴۴۴، رقم:۶۹۲۶)

{5} فرمانِ نبیِّ کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: بے شک قیامت کے دن اللہ کریم کے عرش کے سائے (shadow) میں سب سے پہلے جگہ پانے والا وہ شخص ہو گا جس نے کسی تنگدست (یعنی غریب قرض (loan) لینے والے) کو مہلت دی (یعنی قرض لینے والے کو قرض واپس کرنے کا ٹائم مزید (more) بڑھادیا ہو گا) یہاں تک کہ وہ قرض کی ادائیگی (یعنی واپس کرنے) کے لئے (کوئی چیز) پالے یا اپنا قرض معاف کر دیا اور کہا کہ میرا مال تم پر اللہ کریم کی رضا (اور خوشی) کے لئے صدقہ ہے اور اُس قرض کی رسید کو جلا (burn کر) دے۔ (مجمع الزوائد، ج۴، ص۲۴۱، حدیث:۶۶۷۰)

## کرسی اور قلم:

{1} کرسی بھی اللہ کریم کی بہت بڑی نورانی مخلوق (creature) ہے۔ یہ عرش کے نیچے ہے لیکن عرش سے ملی ہوئی ہے (**یادرہے!** عرش اور کرسی دو الگ الگ چیزیں ہیں) اور ساتویں ($7^{th}$) آسمان کے اوپر ہے۔ ساتویں آسمان اور کرسی کے درمیان پانچ سو (500) سال کا فاصلہ (distance) ہے۔ اللہ کریم ان چیزوں کا محتاج (یعنی ضرورت مند) نہیں لہٰذا اس نے عرش اس لیے نہیں بنایا کہ اُسے کوئی اونچی جگہ چاہیے اور کرسی اس لیے نہیں بنائی کہ اس پر بیٹھے (مَعَاذَ الله! یعنی اللہ کریم کی پناہ) (تحفۃ المرید، ص۴۳۴، ۴۳۵)۔ **یادرہے!** اللہ کریم جسم اور جگہ سے پاک ہے۔ اللہ کریم بہت بڑی شان والا ہے، اللہ کریم نور ہے، اللہ کریم کا علم اور قدرت ہمارے بہت قریب ہے (یعنی وہ ہر چھوٹی سے چھوٹی چیز کو جانتا ہے اور جو چاہے، جب چاہے، جس طرح چاہے، جیسے چاہے کر

سکتا ہے)، ہماری عقلیں بہت بہت بہت چھوٹی ہیں اور اللہ کریم کی ذات بہت بہت بہت بڑی ہے۔

{2} فرمانِ آخری نبی صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ساتوں آسمان کرسی کے آگے ایسے ہیں جیسے صحرا (desert) میں ایک چھلا پڑا ہو (یعنی ring پڑی ہو) اور عرش کرسی کے سامنے اتنا بڑا ہے جیسے کسی صحرا (یعنی ریگستان) کے سامنے چھلا (ring)۔ (کتاب العظمۃ، ص۸۳، حدیث:۲۰۸)

{3} حضرت وہب بن مُنَبِّہ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں: کرسی کے چار پائے (four legs) ہیں۔ (کتاب العظمۃ، ص۹۵) کرسی کی اصل حقیقت (reality) کا علم، اللہ کریم کو ہے۔

{4} فرمانِ مُصطفیٰ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: کرسی بھی موتی (pearl) کی ہے اور قلم بھی موتی کا ہے، قلم کی لمبائی (length) سات سو (700) سال کے سفر جتنی ہے (کتاب العظمۃ، ص۱۰۱، حدیث:۲۰۶)۔ قلم کی اصل حقیقت (reality) کا علم، اللہ کریم کو ہے۔

---

## 226 "صحابی کے دشمن کی موت"

ایک بزرگ رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْه فرماتے ہیں کہ: ایک مرتبہ میرے ایک مزدور نے مجھے خبر دی کہ فلاں مسافر خانے (جہاں مسافر لوگ آتے جاتے رہتے ہیں) میں ایک شخص مر گیا ہے اور وہاں اس کا کوئی جاننے والا نہیں ہے۔ مجھے اس پر رحم آیا، میں وہاں پہنچا، مجھے کسی نے کہا کہ یہ بڑا نیک آدمی تھا لیکن آج اس کے لیے کفن بھی نہیں ہے۔ میں اس کے غسل کے لیے سب چیزیں لے آیا اور اس کے غسل کی تیاری شروع کر دی۔ وہ مردہ اُٹھ گیا اور چیخنے لگا (Start screaming): ہائے آگ، ہائے ہلاکت، ہائے بربادی! ہائے آگ، ہائے ہلاکت، ہائے بربادی! اس کے ساتھی ڈر کر بھاگ گئے۔ میں اس کے قریب گیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ہلایا۔ پھر اس سے پوچھا: تُو کون ہے اور تیرے ساتھ کیا ہوا؟ وہ کہنے لگا: میں ایسے برے لوگوں میں اٹھتا بیٹھتا تھا کہ جو حضرت ابو بکر صدیق رَضِیَ اللهُ عَنْهُ اور حضرت فاروق اعظم رَضِیَ اللهُ عَنْهُ کو بُرا بھلا کہتے تھے۔ ان لوگوں کی وجہ سے میں بھی

ایسا ہی کرنے لگا۔

وہی بزرگ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه یہ بھی فرماتے ہیں کہ: میں نے اس کی یہ بات سن کر اَسْتَغْفِرُ الله !!(یعنی میں اللہ کریم سے معافی مانگتا ہوں، توبہ کرتا ہوں) پڑھا اور کہا: اے بد نصیب (unlucky)! پھر تو تجھے سخت سزا (punishment) ملنی چاہیے اور تُو مرنے کے بعد زندہ کیسے ہو گیا؟ تو اُس نے جواب دیا: میرے نیک اعمال نے مجھے کوئی فائدہ نہ دیا۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُم سے دشمنی کی وجہ سے مجھے مرنے کے بعد گھسیٹ (drag) کر جہنّم کی طرف لے جایا گیا اور وہاں مجھے میری جگہ دکھائی گئی، جہاں بہت بڑی آگ تھی پھر مجھ سے کہا گیا: تو دوبارہ زندہ ہو گا تا کہ تُو اپنے برے ساتھیوں کو یہ سب بتا سکے اور انہیں بتانا کہ جو کوئی اللہ کریم کے نیک بندوں سے دشمنی رکھتا ہے اس کا آخرت میں بہت برا انجام (result) ہوتا ہے، جب تُو ان کو اپنے بارے میں بتا دے گا تو پھر دوبارہ تجھے جہنّم میں تیری جگہ میں ڈال دیا جائے گا۔ اِتنا کہنے کے بعد وہ شخص دوبارہ مر گیا۔ پھر میں اُسے اسی طرح چھوڑ کر چلا گیا اور اس کے بُرے عقیدے (beliefs) والے ساتھیوں نے ہی اسے غسل و کفن دیا۔ (عُیُون الحکایات، ح ۱، ص ۲۴۶ تا ۲۴۸ مُلخصاً)

**اس واقعے (incident) سے یہ سیکھنے کو ملا کہ** صحابہ کرام اور اہلِ بیت رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُم سے دشمنی دنیا اور آخرت کی بربادی والا کام ہے۔ حدیثِ پاک میں ہے: صحابہ کے معاملہ میں مجھے تکلیف نہ پہنچانا کیونکہ قیامت کی علامات (یعنی نشانیوں) میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس اُمّت کے بعد والے پہلوں (یعنی پہلے انتقال کرنے والوں) پر لعنت کریں گے۔ (سیر اعلام النبلاء، اویس القرنی، ج ۵، ص ۷۸)

---

## 227 ”نماز صحیح طرح آنی چاہیے“

ایک تابعی بزرگ رَحْمَةُ اللهِ عَلَيْه فرماتے ہیں (”تابِعی“ اس خوش نصیب (lucky) کو کہتے ہیں جس نے (ایمان کی حالت (condition) میں) کسی صحابی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْه سے ملاقات کی ہو (اور ان کا انتقال بھی ایمان پر ہوا ہو)۔ (تدریب الراوی فی شرح تقریب النووی، ص ۳۹۲)): میں کئی دن کا سفر طے کر کے کسی شخص کے پاس (حدیث پاک سننے) جاتا ہوں تو پہنچ کر

سب سے پہلے اُن کی نماز دیکھتا ہوں، اگر نماز کے حق (rights) ادا کرتے اور اسے پورے طور پر صحیح پڑھتے ہوئے دیکھتا ہوں تو اُن کے پاس رُک کر اُن سے حدیث شریف سُن لیتا ہوں، اگر اسے نماز کے حق ضائع (waste) کرنے والا پاتا ہوں تو حدیث سنے بغیر واپس آجاتا ہوں اور (دل میں) کہتا ہوں کہ (جب) یہ (نماز کے حق ادا نہیں کر رہا تو) نماز کے علاوہ (دین کے) دیگر (حقوق۔rights) کو زیادہ ضائع کرتا ہوگا (تو ایسے شخص سے پیارے آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی حدیث کیسے سنوں؟)۔(حلیۃ الاولیاء، ج۲،ص۲۵۰،حدیث۲۱۱۹)

**اس واقعے (incident) سے ہمیں یہ درس (lesson) ملا کہ** نماز نہ پڑھنے کے بہت زیادہ نقصانات ہیں، ہمیں پانچوں نمازیں وقت پر اور سمجھدار (sensible) بچّوں اور مردوں کو مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہیے۔

امیرُ الْمُؤمِنِین حضرتِ مولیٰ علی شیرِ خدا رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کہتے ہیں کہ رسولِ کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا: قیامت قریب ہونے کی علامت (یعنی نشانی) ہے کہ تم لوگوں کو نماز ضائع کرتا ہوا دیکھو گے (کنز العمال ج۱۴، ص۲۴۳، حدیث ۳۹۶۳۲)۔ عُلَمائے کِرام فرماتے ہیں: نماز ضائع کرنے کا مطلب یہ ہے کہ لوگ یا تو بالکل نماز ہی نہیں پڑھیں گے یا پڑھیں گے تو اس کا کوئی فرض یا واجب چھوڑ دیں گے۔ (الاشاعۃ لاشراط الساعۃ، ص۱۲۳)

---

## 228 "قیامت آنے سے پہلے کی چند نشانیاں"

زمین و آسمان، جنّ و اِنسان و فرشتے سب ایک دن فنا (یعنی ختم) ہونے والے ہیں، صرف اللہ کریم ہے کہ جو ہمیشہ سے ہمیشہ ہے۔ دنیا کے ختم ہونے کا نام قیامت ہے، اس سے پہلے چند نشانیاں (signs) سامنے آئیں گی:

{1} تین (3) جگہ آدمی زمین میں دھنس جائیں گے (یعنی زمین میں چلے جائیں گے)، ایک مشرق (east) میں، دوسرا مغرب (west) میں، تیسرا ($3^{rd}$) عرب کی کسی جگہ میں {2} عُلَمائے کِرام کم ہو جائیں گے یعنی انتقال

کرتے جائیں گے{3} علم کی کمی ہو گی اور جہالت (یعنی علم سے دوری) بہت ہو گی{4} بے حیائی (شرم کی کمی) بہت عام ہو گی{5} مرد کم ہوں گے اور عورتیں زیادہ ہوں گی{6} بڑے دجّال کے علاوہ تیس (30) دجّال اور ہوں گے اور وہ سب نبی ہونے کا جھوٹا دعوی کریں (یعنی اپنے آپ کو نبی کہیں) گے، حالانکہ (although) ہمارے آخری نبی صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے بعد کوئی نیا نبی آ ہی نہیں سکتا، حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَام، آقا صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کے نائب (deputy) کے طور پر تشریف لائیں گے اور آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کی اُمّت میں سے ہوں گے (خصائص کبریٰ، ج۲، ص۳۲۹) {7} مال بہت زیادہ ہو جائے گا، ملک عراق میں موجود نہر (canal) فرات اپنے خزانے (treasures) کھول دے گی کہ وہ سونے کے پہاڑ ہوں گے{8} ملکِ عرب میں کھیتیاں (farming)، باغ اور نہریں (بہت) ہو جائیں گی{9} دین پر قائم (یعنی دین پر عمل کرنا یا مسلمان) رہنا بہت مشکل ہو گا جیسے ہاتھ میں جلتا ہوا کوئلہ (burning coal) لینا، یہاں تک کہ آدمی قبرستان میں جا کر چاہے گا، کہ کاش! میں اِس قبر میں ہوتا{10} وقت میں برکت (blessing) نہ ہو گی، یہاں تک کہ سال مہینے کی طرح، مہینا ہفتے کی طرح اور ہفتہ دن کی طرح اور دن ایسا ہو جائے گا جیسے کسی چیز کو آگ لگی اور وہ جل کر ختم ہو گئی، یعنی وقت بہت جلدی جلدی گزرے گا{11} زکوٰۃ دینا لوگوں پر بوجھ ہو گا یعنی زکوۃ دینے کو تاوان (penalty) سمجھیں گے{12} علمِ دین پڑھیں گے، مگر دین کے لیے نہیں (بلکہ دنیا بہتر کرنے کے لیے){13} مرد اپنی بیوی کے حکم کے مطابق (according) چلے گا{14} ماں باپ کی نافرمانی (disobedience) کریگا{15} اپنے دوستوں سے میل جول رکھے گا اور باپ سے الگ رہے گا{16} مسجد میں لوگ چِلّائیں گے (people will shout){17} گانے باجے بہت زیادہ ہونگے{18} جو لوگ پہلے گزر گئے (یعنی فوت ہو چکے) ہونگے، بعد والے ان پر لعنت کریں گے، ان کو بُرا کہیں گے{19} جانور، آدمی سے باتیں کریں گے، جُوتے کا تَسمہ (Shoe lace) کلام کریگا، اُس کے بازار جانے کے بعد جو کچھ گھر میں ہوا بتائے گا، بلکہ خود انسان کی ران (thigh) اُسے خبر دے گی{20} ایسے لوگ جن کے پاس جسم چھپانے کا کپڑا، پاؤں میں پہننے کی جوتیاں نہ تھیں (یعنی بہت غریب تھے)، بڑے بڑے محلوں (palaces) میں غرور اور فخر (pride) سے رہیں گے۔ (بہارِ شریعت، ح۱، ص۱۱۶تا۱۲۰، بتغیر)